تلقینِ لدنّی

مصنّفہ

حضرت خواجہ محکم الدّین سیرانی رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ

کپتان واحد بخش سیال

مطبوعہ

اردو اکیڈمی - بہاولپور

Marfat.com

Marfat.com

215809
DATA ENTERED

تلقین لدنی

: مصنفہ :

حضرت خواجہ محکم الدین سیرانی رحمۃ اللہ علیہ

: ترجمہ :

کپتان واحد بخش سیال

مطبوعہ

اردو اکیڈمی بہاولپور

Marfat.com

اکادمی ادبیات پاکستان

کے

مالی تعاون کے ساتھ شائع کی گئی

297.68
9555 س
ت
108839
6/1
سیرانی محکم الدین

سن طباعت: بار اول ۱۹۸۱ء بار دوم ۱۹۸۷ء

مطبع ——— نفیس پرنٹرز لاہور

ناشر ——— اردو اکیڈمی بہاول پور

قیمت ——— Rs 100 روپے

Marfat.com

تقریظ

تصوّف صراطِ مستقیم کا دوسرا نام ہے جس میں شریعت بھی ہے، طریقت بھی، اس راہ پر چلنے والے ذاتِ حق تک رسائی حاصل کر سکتے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں یہ ایک ایسا زینہ ہے جو انسان کو صوری و معنوی جملہ کمالات کی معراج پر پہنچا دیتا ہے۔ اہلِ تصوّف نے طریقت کو شریعت سے جدا نہیں سمجھا۔ انھوں نے جہاں طریقت کو اپنایا ہے وہاں شریعت سے بھی سرِ مُو انحراف نہیں کیا چنانچہ حضرت السید بن حارث و مشقی علیہ الرحمۃ اسرار السالکین فرماتے ہیں۔

"طریقت، حقیقت اور معرفت دراصل پابندیٔ شریعت کی آخری حد کا نام ہے"۔

جو لوگ تصوّف کی درسگاہ میں داخل ہوتے ہیں وہ اخلاقِ فاضلہ، روحانی کمالات اور انسانیتِ کبریٰ کی سندِ فضیلت لے کر وہاں سے نکلتے ہیں۔ اور پھر وہ صحیح معنی میں مخلوقِ خدا کی رہبری اور انسانیت کی خدمت کا فریضہ ادا کرنے کے قابل بنتے ہیں۔

تاریخ تصوّف ایسی بزرگ ہستیوں کے ذکر سے بھری ہوئی ہے جنھوں نے تصوّف کو تبلیغ و اشاعتِ دین کا ذریعہ بنایا۔ اور نہ صرف اس سے اہلِ اسلام کی زبردست خدمت کی۔ بلکہ غیر مسلموں کے دلوں میں بھی اسلام کی ایسی جوت جگائی کہ وہ زنّار توڑ کر حلقہ بگوشِ دینِ محمدی بن گئے۔ اور بتوں کی مالا جپنے والے اللہ واحدہٗ لاشریک کا کلمہ پڑھنے لگے۔

انھیں صوفیائے کرام میں سرزمینِ بہاولپور سے تعلق رکھنے والے ایک جلیل القدر صوفیٔ باصفا حضرت خواجہ محکم الدین سیرانی علیہ الرحمۃ بھی ہوئے ہیں جو طریقت و شریعت کے جامع تھے۔ اور اُن کی ذات سے علم کی ایسی شمع روشن تھی جس کی نورانی کرنیں نہ صرف اطراف و جوانب بلکہ اکنافِ عالم کو منوّر کرتی رہی ہیں۔ بارھویں صدی ہجری کی اس باانژ ہستی نے ہزاروں گم کردہ راہ لوگوں کو

Marfat.com

راہِ مستقیم دکھائی، کفر و ضلالت کے اندھیروں میں معرفت و حقیقت کا اُجالا کیا اور رشد و ہدایت کے ایسے موتی بکھیرے جن کی ضیا رباری سے آج بھی ایک دنیا مستنیر ہو رہی ہے۔

"تلقینِ لدُنی" ان کی ہی ایک علمی یادگار ہے۔ جس میں شریعت، طریقت، حقیقت اور معرفت کے ایسے اسرار و رموز بیان کئے گئے ہیں جو سالکانِ راہِ طریقت کے لئے شمعِ ہدایت کی حیثیت رکھتے ہیں۔

چونکہ آج کل فارسی کا ذوق خال خال ہے اور ہر کہ و مہ کے لئے ان عالمانہ مضامین سے استفادہ مشکل ہے۔ اس لئے اس تصنیف کو اُردو کا قالب پہنایا گیا ہے۔ اور اس مہتم بالشان کام کو جناب کپتان واحد بخش سیال نے انجام دیا ہے۔ جو بذاتِ خود صوفی ہیں اور تصوّف کی باریکیوں کو کما حقہٗ سمجھتے ہیں۔

کپتان واحد بخش سیال نے صرف ترجمے پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ اُن تمام مقامات کی تشریح و توضیح بھی کر دی ہے جن کے ادق مضامین تک ہر کسی کی رسائی ممکن نہ تھی۔

مجھے اُمید ہے کہ "تلقینِ لدُنی" کے اُردو ترجمے سے استفادۂ عام کی صورت پیدا ہو گی۔ اور جو تصوف کا بطورِ خاص ذوق رکھتے ہیں۔ اُن کے لئے یہ نعمتِ غیر مترقبہ سے کم ثابت نہیں ہو گی۔

مسعود حسن شہاب

Marfat.com

حضرت خواجہ محکم الدین سیرانی شہید رح

نام ولقب:- آپ کا اصل نام عبداللہ[1] تھا۔ اور دوسرے بھائیوں کے نام ہدایت اللہ، امان اللہ اور عنایت اللہ تھے۔ طریقت کا نام محکم الدین سیرانی ہے۔ اور عوام الناس میں سیرانی بادشاہ مشہور ہوئے۔

شجرہ نسب:- آپ کا شجرہ نسب چندر بنسی خاندان کے راجہ بھینا پور سے ملتا ہے۔ خاندان میں گڈن جن کا اسلامی نام مہر بخش رح ہے مسلمان ہوئے۔ گڈن کو حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رح (متوفی ۶۳۳ھ) نے مسلمان کیا۔ اور آپ ہی سے اُن کی بیعت ہوئی۔ جن کا مزار گھیا ملوانی تحصیل اوکاڑہ ضلع ساہیوال میں ہے۔ حضرت خواجہ محکم الدین سیرانی رح کی گوت کھرل ہے۔ اور کھرل راجپوت گوگیرہ شاخ کہلاتی ہے۔

ولادت:- کتاب "ذکر خیر" مصنفہ دبیر الملک مولانا عزیز الرحمن عزیز مرحوم میں آپ کی ولادت کا قیاسی سال ۱۱۳۶ھ/۱۷۲۳ء درج ہے۔

تعلیم:- چھوٹی عمر میں آپ کے خیالات مذہب کی طرف تھے۔ بارہ سال کی عمر میں ابتدائی عربی تعلیم مکمل کر لی۔ اپنے چچا زاد بھائی حضرت خواجہ عبدالخالق اویسی رح (متوفی ۲۲ ذوالحجہ ۱۱۸۰ھ) جو آپ کے مرشد گرامی بھی تھے۔ سے تعلیم و تربیت حاصل کرتے رہے۔ خواجہ عبدالخالق اویسی رح آپ کے ماموں[2] بھی تھے۔ اور انہیں کے ہمراہ جاکر دہلی میں حضرت خواجہ فخر جہاں دہلوی رح (متوفی ۱۱۹۹ھ/۱۷۸۴ء) کے درس میں باقاعدہ تعلیم حاصل کی۔ خواجہ نور محمد مہاروی رح (متوفی ۱۲۰۵ھ/۱۷۹۰ء) بھی آپ کے ہمراہ تعلیم حاصل کرتے

---

[1] ضیائے نورانی صفحہ ۱۵۳۔ [2] قلمی مسودہ مملوکہ جناب میاں محمد قاسم اویسی مورخہ ۲۲ جولائی ۱۹۷۵ء

Marfat.com

رہے۔ اپنے وطن میں جب تک رہے اپنے بھائیوں کے ساتھ کاشت کا کام کرتے رہے۔

حلیہ ولباس:۔ سرو قد بلند و بالا تھے۔ رنگ گندم گوں، سر کے بال نہ گھنے نہ چھدرے پیشانی درمیانی۔ پلکیں نوکدار تھیں۔ آنکھ کی سفیدی زیادہ سفید اور سیاہی زیادہ سیاہ۔ دانت باریک۔ آواز لطیف۔ کان ذرا لمبے اور گوشت دار۔ ابرو غیر پیوستہ۔ تمام اعضا سڈول خوشنما۔ کانوں میں سوراخ تھا۔ دائیں آنکھ کے اوپر تل تھا۔ سینہ کشادہ، پیٹ اور سینہ برابر تھے۔ انگلیاں نازک۔ ناخن سرخ ایک انگلی (ربند) کا ناخن ٹوٹ کر دوبارہ اگا ہوا تھا۔ اس لئے واضح تھا۔ پیر میں جوتا دانگل تقریباً (۱) کا پہنتے تھے، سر پر پگڑی باندھتے تھے، کبھی قادری ٹوپی بھی اوڑھا کرتے تھے کبھی کبھی شلوار بھی زیب تن کرتے تھے۔ موسم سرما میں ایک کمبل شانوں پر رہتا تھا۔ جس کو عوامی زبان میں لوئی بھی کہتے ہیں۔

بیعت:۔ آپ کی بیعت آپ کے چچازاد بھائی و ماموں حضرت خواجہ عبدالخالق صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے تھی۔ جن سے بچپن ہی سے دینی معاملات میں ہدایت حاصل کرتے رہے۔ مرشد نے جب بیعت فرمایا تو دعا دی کہ میری اولاد بھی تیرے نام سے پہچانی جائے گی۔ مرشد نے چلہ کے لئے حضرت چاولیہ مشائخ کے مزار واقع تحصیل وضلع وہاڑی پر بھیجا۔ دوران ریاضت ہمیشہ یہی آواز آئی زمین کی سیر کرو۔ آپ کو ریاضت و عبادت میں کبھی رکاوٹ نہیں ہوئی، جو چلہ بھی کیا۔ اللہ کے فضل و مرشد کی مہربانی سے کامیابی سے کیا۔ جب چلہ سے فارغ ہو کر مرشد کی خدمت میں آئے۔ تو بیعت کے بعد مرشد نے بھی یہی حکم فرمایا کہ دنیا کی سیر کرو۔ آپ نے کئی حج پا پیادہ کئے۔ فرمانِ مرشد اور رضا الٰہی کے طور پر سفر اسی طرح کیا کہ ایک رات سے زیادہ کہیں نہیں ٹھہرتے تھے۔ اگر کسی کے مجبور کرنے پر دوسری رات کسی کے ہاں رہنا پڑتا تو دوسرے مکان میں قیام فرمایا۔

خلفاء:۔ یوں تو آپ کے فیض سے ہر آدمی مستفاد حاصل کرتا تھا۔ جہاں بھی گئے اپنے فیض سے ہر آدمی کو سرفراز فرمایا۔ آپ نے کبھی بخل سے کام نہیں لیا۔ نہ ہی کسی مانگنے والے کو مایوس کیا۔ بطریق اولیاء کرام جو خلیفہ کہلائے۔ ان میں حسب ذیل نام آتے ہیں:۔

Marfat.com

۱۔ سرفراز خاں صاحبؒ حاکم ملتان کے پیر
۲۔ شیخ محمد سلیم صاحب سامانی رح
۳۔ حضرت ابوالفتح شاہ صاحبؒ ۔ مئو مبارک ضلع رحیم یار خاں میں مزار ہے۔
۴۔ حضرت عثمان لوری صاحبؒ جن کا مزار آپ کے مزار کے متصل ہے۔
۵۔ شیخ محمد انوار صاحب ملتانیؒ ۔ شیخ کے مزار کے قریب دفن ہیں۔
۶۔ میاں اللہ داد گرمانی رح متوفی ۱۲۶۵ھ دربار چوک شہیداں ملتان میں ہے۔
۷۔ دیوان محمد غوث صاحبؒ جلال لوری اولاد پیر لعل قتال صاحبؒ ضلع ملتان۔
۸۔ شیخ دوست محمد صاحبؒ ۔ جھانگرہ میں مزار ہے۔
۹۔ عبدالکریم صاحب قاریؒ مزار اوکاڑہ ضلع ساہی وال بمقام لستاری شریف واقع ہے۔
۱۰۔ شیخ عبدالسلام صاحب جوگیؒ ۔ یہ آپ کے دست حق پر ہندو سے مسلمان ہوئے۔
۱۱۔ مولوی غلام محمد صاحبؒ ۔ یہ نواب خاندان کے اتالیق خاندان سے تھے۔ کہروڑ پکا ضلع ملتان میں مزار ہے۔
۱۲۔ میاں محمد صدیق صاحب داجلی رح
۱۳۔ میاں محمد وارث صاحبؒ۔
۱۴۔ میاں محمد اعظم صاحبؒ اٹھوال
۱۵۔ میاں مقبول محمد صاحب کھوکھرؒ
۱۶۔ مہرو خاں پرجانی رح
۱۷۔ اس کے علاوہ شیخ نتھوؒ جنھوں نے بوقت وصال خواجہ محکم الدین سیرانیؒ کی قے کا مواد پی لیا تھا۔

شیخ کے ہمعصر بزرگ:۔ آپ کے اس عالم فنا میں قیام کے دوران حسب ذیل بزرگان آپ کے ہم عصر تھے:۔

۱۔ حضرت خواجہ فخر الدین فخر جہاں دہلوی رح	المتوفی	۱۱۹۹ھ / ۱۷۸۴ء
۲۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ	المتوفی	۱۱۷۶ھ / ۱۷۶۲ء
۳۔ مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ	المتوفی	۱۲۳۹ھ / ۱۸۲۴ء

Marfat.com

٤. قبلۂ عالم حضرت خواجہ نور محمد مہاروی رح	المتوفی ۱۲۰۵ھ / ۱۷۹۰ء
٥. حضرت خواجہ سلیمان تونسوی رح	المتوفی ۱۲۶۷ھ / ۱۸۵۰ء
٦. خواجہ قاضی محمد عاقل رح کوٹ مٹھن شریف	المتوفی ۹ رجب ۱۲۲۹ھ
٧. حضرت ملوک شاہ غازی قادری بہاولپوری رح	المتوفی ۱۰ رجب ۱۱۷۴ھ / ۱۷۶۱ء
٨. حضرت بلھے شاہ قصوری رح	المتوفی ۱۱۹۹ھ / ۱۷۸۵ء

خوراک و سواری :-

آپ کی غذا بہت سادہ تھی۔ مسور کی دال بہت رغبت سے کھاتے تھے۔ تکلف کو بالکل ناپسند فرماتے تھے۔ پانی ٹھنڈا پسند فرماتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ ٹھنڈا پانی پینے سے خدا کا شکر ادا ہوتا ہے۔ ایک دفعہ عرصہ کے بعد گھر آئے۔ گھر والوں نے بوجہ محبت دال کو گھی کا تڑکا دے کر پیش کیا آپ نے فرمایا۔ اس طرح تکلف برتا گیا تو فقیر آئندہ گھر نہیں آئے گا۔ ایک دفعہ ایک کسان کنوئیں سے گاجریں صاف کر رہا تھا۔ جب وہ گاجریں دھو کر چلا گیا تو باقیماندہ گلی سڑی یا چھوٹی گاجریں خلیفہ دائم رح نے چن کر پیش کیں، آپ نے بہت رغبت سے کھائیں۔ اور فرمایا۔ اسی طرح بھی وقت گذر سکتا ہے۔ تو تکلف کیوں کیا جائے۔ سواری میں ایک گھوڑا جس کا نام توکل تھا رہتا تھا۔ ایک اونٹ بھی سواری کے لئے آپ کے پاس رہتا تھا۔ جس کا نام درگاہی تھا۔ درگاہی کے متعلق کہا جاتا ہے کہ اُس پر وجدانی کیفیت طاری ہوتی تھی جب درگاہی وجد ہی میں ہوتا۔ تو محمد اعظم صاحب اُٹھوال رح گردن پکڑ کر استغراق میں چلے جاتے۔ اس لئے اُن کو درگاہی کا خلیفہ کہا جاتا تھا۔

وصال مبارک :-

آپ کا وصال زہر خورانی سے ہوا۔ علاقہ دھوراجی (کاٹھیاواڑ بھارت) میں آپ تشریف فرما تھے۔ اور اپنے ایک مرید حافظ کے پاس مہمان تھے۔ اور حافظ مذکور کی خواہش تھی۔ کہ دھوراجی میں آپ کا روضہ بنے۔ چنانچہ اُس نے آپ کے کھانے میں زہر ملا دیا جس کو آپ نے تناول فرمایا۔ اور حالت بگڑ گئی۔ آپ نے حافظ مذکور سے پانی طلب فرمایا۔ پانی پیتے ہی قے ہو گئی۔ قے میں گوشت کے لوتھڑے نکلے۔ اس کے بعد آپ نے ذکر ارہ شروع کیا۔ اور تھوڑی دیر میں آپ نے داعی

Marfat.com

اجل کو لبیک کہا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۵ ربیع الثانی ۱۱۹۷ھ (بمطابق دس مارچ ۱۷۸۳ء بروز پیر) آپ کی تاریخ وصال ہے۔ دھوراجی بندر میں رات کے وقت آپ آسودۂ خاک ہوئے۔ بعد میں آپ کے ورثا، آپ کے جسدِ اطہر کو دھوراجی بندر سے لاکر گوٹھ بجنّا موجودہ نام خانقاہ شریف دسمسہ تحصیل بہاولپور میں دفن کیا۔

تاریخ منظوم از راقم الحروف یہ ہے :-

عظیم المرتبت ہیں آپ دنیائے تصوف میں
رموزِ معرفت میں آپ کا کوئی نہیں ثانی
حسن فرطِ عقیدت سے لبوں پر یہ کلام آیا
"سلام اے قبلۂ اربابِ دیں شاہ سیرانی"

۱۱۹۷ھ

دیگر عیسوی مادہ ہائے تاریخ وصال یہ ہیں :-

"صوفیٔ کامل سلطان التارکین بادشاہ سیرانی"

۱۷۸۳ء

"قطب کامل سلطان التارکین محکم الدین اویسی قدس سرہٗ"

۱۷۸۳ء

کرامات :- آپ کی بے شمار کرامتیں ہیں۔ جو کتاب لطائفِ سیریہ (فارسی) میں درج ہیں۔ اب اس کتاب کا اردو ترجمہ جناب سید مسعود حسن شہاب دہلوی مدظلہ نے کرکے طبع فرما دیا ہے۔ قارئین اس کتاب کو پڑھ کر ایمان کو تازہ فرمائیں۔

حضرت سیرانی بادشاہ کے جانشین و خلفاء کا شجرہ نسب و دربارِ معلّٰی کا نقشہ اگلے صفحات پر ملاحظہ فرمائیں۔

محمد حسن خاں میرانی عفی عنہ

۹۰۲ - میرانی منزل، محلہ کیل پورہ شہر بہاولپور

Marfat.com

شجرہ نسب حضرت خواجہ محکم الدین سیرانیؒ

مرتبہ:-
محمد حسن خان سیرانی محلہ کملی پورہ
شہر بہاولپور بتاریخ ۱۰ نومبر سنہ ۱۹۸۰ء
مطابق ۲ محرم سنہ ۱۴۰۱ھ

سنگی
|
گڈن

(اسلامی نام مہر بخش تھا۔ خواجہ معین الدین اجمیری متوفی ۶۳۳ھ نے گڈن کو مشرف باسلام کیا۔ مہر بخشؒ کا مزار نگھیا بلوانی تحصیل اوکاڑہ ضلع ساہیوال میں ہے)

|
حضرت حافظ محمد یعقوبؒ
|
حافظ محمود صاحبؒ

- حافظ طاہرؒ
  - خواجہ عبدالخالقؒ اویسی متوفی ذوالحجہ ۱۱۸۷ھ
- حافظ طیبؒ — شاہ کرم و گوگیرہ خاص والوں کے مورثِ اعلیٰ
- حافظ محمد عارفؒ
  - امان اللہؒ
    - محمد الدینؒ
    - سلطان احمد الدین خلیفہ اول
  - عنایت اللہؒ
  - عبداللہؒ عرف حضرت خواجہ محکم الدین سیرانیؒ (لاولد متوفی ۱۱۹۷ھ)
  - ہدایت اللہؒ
- حافظ محمد فضلؒ — شاہ کرم و گوگیرہ خاص والوں کے مورثِ اعلیٰ
- حافظ عادل (لاولد)
- حافظ اکملؒ (لاولد)
- حافظ شیخ محمدؒ (لاولد)

Marfat.com

(ان کے چار لڑکے قادر بخش، فیض بخش، غلام محی الدین
غلام رسول تھے اول الذکر تین لاولد فوت ہوئے۔
غلام رسول کے دو لڑکے عزت بخش و اویس بخش
تھے۔ عزت بخش لاولد فوت ہوئے۔ اویس بخش کا
ایک لڑکا قادر بخش تھا جو لاولد فوت ہوا)

خواجہ محمد عارف رح
(شب ۱۸۸۸ء میں زندہ تھے ملاحظہ
ہو صادق الاخبار صفحہ ۳۰۸
مورخہ یکم جولائی ۱۸۸۷ء)

- خواجہ نور احمد رح
  - سلطان احمد الدین رح (لاولد)
  - حافظ محمود الدین رح
    - نور احمد صاحب رح
      - محمد عارف
        - محمد طارق
        - محمد خالد
    - خواجہ میاں محمد قاسم صاحب مدظلہ
      - صلاح الدین صاحب
      - امان اللہ صاحب
      - شہاب الدین صاحب
      - نظام الدین صاحب
      - نجیب الدین صاحب
      - سیف اللہ صاحب
      - ضیاء الدین صاحب
  - محمد الدین رح (لاولد)
  - فیض محمد صاحب رح خلیفہ ششم
    - خواجہ محمد الدین خلیفہ ہفتم متوفی ۱۶ ذیقعدہ ۱۳۷۷ھ (۵ جون ۱۹۵۸ء) شب خمیس بعمر ۸۰ سال
      - احمد الدین عرف میاں سردار احمد اویسی خلیفہ ہشتم متوفی ۱۷/۱۸ اکتوبر ۱۹۷۹ء اولاد نرینہ نہیں ہوئی
    - جندوڈہ صاحب
      - محمود الدین صاحب
        - سجاد محمود
        - اعجاز محمود
        - ندیم محمود
        - نادر محمود
        - ناصر محمود
  - عبدالرزاق لاکتخدا

خواجہ محمد غوث خلیفہ دوم
خواجہ احمد یار خلیفہ سوم

- خواجہ نبی بخش خلیفہ چہارم (مبرجب ۱۸۷۸ء میں زندہ تھے ملاحظہ ہو صادق الاخبار صفحہ ۳۰۸ مورخہ یکم جولائی ۱۸۷۸ء)
  - خواجہ محمد بخش
    - احمد یار
    - عطا محمد
    - (دونوں طفلی میں فوت ہوگئے)
  - خواجہ امام بخش خلیفہ پنجم (لاولد) متوفی ۱۳۶۲ھ ۱۹۴۵ء
  - خواجہ امان لاکتخدا
- خواجہ امان اللہ رح لاکتخدا

Marfat.com

نقشہ دربار معلّٰی حضرت حاجی محکم الدین صاحب شہید سیرانی رح
مغرب
متوفی ۱۱۹۷ھ
برآمدہ
کھڑکی
شمال
احاطہ مسجد شریف
مزار حضرت صاحب السیر رح
جنوب
دروازہ
برآمدہ مجلس خانہ
دروازہ

Marfat.com

۱۔ مزار مبارک حضرت خواجہ محکم الدین صاحب سیرانی بادشاہ رح

۲۔ مزار حضرت سلطان احمد دین صاحب رح

۳۔ مزار خواجہ محمد بخش صاحب رح

۴۔ مزار خواجہ احمد یار صاحب رح

۵۔ مزار خواجہ نبی بخش صاحب رح

۶۔ مزار خواجہ عثمان نوری صاحب رح
(ہمشیرہ زادہ حضرت صاحب السیر رح)

۷۔ مزار میاں محمد بخش صاحب (برادر خواجہ
امام بخش خلیفہ پنجم متوفی سنہ ۱۳۶۴ھ)

۸۔ مزار میاں امان اللہ صاحب رح (برادر
نبی بخش صاحب)

۹۔ مزار سلطان احمد دین صاحب رح

چبوترہ تھلہ

مشرق

۱۰۔ مزار میاں نور احمد صاحب رح

۱۱۔ مزار میاں محمد عارف صاحب رح

۱۲۔ مزار میاں امان اللہ صاحب ثانی رح

۱۳۔ مزار میاں ابوبکر صاحب (اولاد حضرت
خواجہ عبدالخالق صاحب رح

۱۴۔ مزار خواجہ خدا بخش صاحب رح (اولاد
حضرت خواجہ عبدالخالق صاحب)

۱۵۔ مزار حافظ قادر بخش صاحب رح

۱۶۔ مزار میاں غلام رسول صاحب رح

۱۷۔ مزار میاں اویس بخش صاحب رح

۱۸۔ مزار میاں فیض بخش رح

۱۹۔ مزار خواجہ محمد دین اول رح (اولاد خواجہ عبدالخالق رح)

۲۰۔ مزار خواجہ کرم الدین رح

۲۱۔ مزار خواجہ غوث بخش رح

۲۲۔ مزار خواجہ غلام اویس رح (اولاد خواجہ عبدالخالق رح)

۲۳۔ مزار میاں محمد دین ثانی برادر سلطان احمد الدین ثانی رح

۲۴۔ مزار میاں نور احمد رح

۲۵۔ مزار حافظ محمود الدین رح

۲۶۔ مزار جند وڈہ صاحب رح

۲۷۔ مزار خواجہ امام بخش صاحب رح خلیفہ پنجم متوفی ۱۳۶۴ھ

۲۸۔ مزار خواجہ فیض محمد صاحب خلیفہ ششم

۲۹۔ مزار خواجہ محمد الدین صاحب رح خلیفہ ہفتم متوفی ۱۳۷۷ھ

۳۰۔ مزار میاں محمد عارف رح

۳۱۔ مزار اللہ یار صاحب رح

مرتبہ:۔ محمد حسن خان سیرانی کچلہ پور بہاولپور
۱۰ فروری سنہ ۱۹۸۰ء

Marfat.com

تلقینِ لدُنّی

مصنّفہ

حضرت خواجہ محکم الدّین سیرانی قدس سرہٗ

یا فتّاح الفتوُح

بسم اللہ الرحمٰن الرّحیم

الحمد للہ علیٰ صانع القدرت و تحیّات علیٰ رافع العزّت والثناء علیٰ مبین الکثرت والاستعانت علیٰ صاحب الصنعت والعبودیّت علیٰ صانع الحکمت والحضوریّت علیٰ کاشف النعت والصلوٰۃ علیٰ محبّ الواحدیّت والاعتقاد علیٰ صاحب الوسیلۃ والرّحمۃ علیٰ ھادی العصمت والسکون علیٰ صاحب العظمۃ والطوبیٰ علیٰ صاحب الصّلاحۃ والکبریاء۔

تمہید اما بعد۔ کلمہ طیبہ لا الٰہ اِلاّ اللہ محمّد رّسولُ اللہ۔ (یعنی نہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ، سیدنا محمدؐ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں)۔ یہ فقیر رسالہ ہذا میں چند اسرار و رموز بیان کرتا ہے جو درحقیقت احسن الاسرار (بہترین اسرار) ہیں۔ اس راہ میں چار منازل ہیں۔ یعنی شریعت، طریقت، حقیقت، معرفت۔

شریعت سے مراد تقویٰ اختیار کرنا ہے یعنی حق تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا جس طرح کہ حضرت محمّد صلی اللہ علیہ وسلمّ نے فرمایا ہے۔ اس سے سر کو تجاوز نہ کرنا اور اس پر جم کر قائم رہنا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلمّ نے فرمایا ہے کہ بُنِیَ الاسلام علیٰ خمسۃ الاشیاء (اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے)، اوّل کلمہ طیبہ، دوم نماز پنجگانہ، سوم روزہ رکھنا، چہارم مال کی زکوٰۃ دینا، پنجم حج کرنا۔ اِن ارکان کو ادا کرنے کے بعد اُن کی حقیقت (یعنی اُن کے اسرار و رموز) کو بھی سمجھنا ضروری ہے تاکہ حقیقی معنوں میں

Marfat.com

مسلمان بن سکے۔

رموزِ اوّل در بیانِ کلمہ طیبہ

اگر کوئی طالب صادق ہے تو اُسے کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا مقصدِ اصلی جاننا چاہیئے۔ یعنی گوہرِ مقصود پہ ہاتھ مارنا چاہیئے۔ کسی نے خوب کہا ہے کہ ؎

عجب بُد بودن معبود نابود — عجب شد مظہر ما ہست و ہم نیست

(کیا ہی عجیب بات ہے کہ معبود ہے اور نہیں بھی۔ خوب بات ہے کہ ہمارا محبوب موجود بھی ہے اور نابود بھی[1]) حضرت شمس الدین تبریزی قدس سرہٗ نے بھی اسی حقیقت کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ ؎

فنا اندر فنا بینی فنا ہست — لقا اندر لقا بینی لقا ہست

شرح

مقام فناء الفناء حقیقی فنا ہے۔ اور مرتبہ بقاء البقاء حقیقی بقاء ہے۔ سالک سیر الی اللہ کے بعد مقام فنا فی اللہ میں پہنچتا ہے۔ اسے فنائے وحدت حاصل ہوتی ہے۔ یعنی عالمِ صفات یا عالم جبروت یا حقیقت محمدیہ میں فنا ہو کر ایک ہو جاتا، لیکن اس کے اوپر ایک اور مقام ہے۔ جسے فنائے فنا یا فناء الفناء کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے یہ مقام احدیت یا ذات لاتعین بین فنا ہے۔ یہاں پہنچ کر سالک یہ بھی بھول جاتا ہے۔ کہ میں فنا ہو چکا ہوں۔ اسی لئے اس مقام کو فناء الفناء کے نام سے موسوم کیا جاتا۔ اس کے بعد سالک سیر نزولی یا سیر من اللہ کے ذریعے پھر مقام دوئی یا کثرت میں آتا ہے یعنی فنا فی اللہ کے استغراق و محویت سے نکل کر وہ بقا باللہ کے صحو یا ہوشیاری میں

---

[1] معبود و محبوب کے بیک وقت ہونے اور نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ مقام دوئی میں عابد بھی ہے اور معبود بھی، طالب بھی ہے اور مطلوب بھی، عاشق بھی ہے اور معشوق بھی۔ لیکن مقامِ فنا یعنی مقام احدیت میں نہ عابد ہے نہ معبود، نہ طالب ہے نہ مطلوب۔ نہ محب ہے نہ محبوب۔ یہ ذات کا تعین اور تنزیہہ کا مقام ہے۔ جو اسم و صفت سے بھی بالاتر اور سمت اور اشارہ سے بھی پاک و منزہ ہے۔

Marfat.com

آتا ہے، ہدایت خلق کے فرائض انجام دیتا ہے اور دیگر مناصب حیات انجام دیتا ہے۔ اسے مقام بقا باللہ کہتے ہیں۔ لیکن جب اس مقام میں زیادہ پختگی میسر آتی ہے تو اسے بقا البقا کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ جو کمال بشریت ہے اور سلوک الی اللہ میں بلند ترین مقام ہے۔ جب سالک اس مقام پر پہنچتا ہے (یعنی بقا باللہ تک رسائی ہوتی ہے) تو حق تعالیٰ کے قول یُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَیُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ[1] (زندہ کو مردہ سے اور مردہ کو زندہ سے نکالتا ہے) کی حقیقت اس پر منکشف ہو جاتی ہے اور مقام فنا سے بقا میں آتا ہے۔

رموز دوم در بیان نماز

نوٹ:۔ چونکہ یہاں حضرتِ اقدس نے استعارات سے کام لیا ہے اور فارسی عبارت ادق بن گئی ہے۔ اصل عبارت درج کی جاتی ہے تاکہ نکتہ دان حضرات خود معانی سمجھ لیں۔ اس کے بعد احقر اپنی فہم ناقص کے مطابق مطالب بھی بیان کرے گا۔ حضرتِ اقدس کی عبارت ذیل ہے:۔

"رموز دوم در نماز گذاردن فرض عین است۔ وگذاردن با دل وجان عین فرض است باید کہ اگر نماز پرہا (بے ریا) بگذارد اسلام عین است وہم گذاردن با دل و جان فرض عین است۔ واگر نماز پرہا (بے ریا) بگذارد اسلام عین است واگر با ریا بگذارد کفر عین است وگذاردنش فرض عین است باید کہ نماز پرہا (بے ریا) بگذارد چناں بگذارد کہ بگذارد ازیں جا است کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمود حدیث مَنْ اَرَادَ الْعِبَادَۃَ

[1] مردہ سے زندہ نکالنے کے ظاہری معنی تو یہ ہیں کہ بعض اوقات جب ماں مرجاتی ہے، تو اس کے پیٹ سے اللہ تعالیٰ کے حکم سے زندہ بچہ پیدا ہوتا ہے۔ اور کبھی ماں زندہ ہوتی ہے تو بچہ مردہ پیدا ہوتا ہے۔ لیکن باطنی معنی یہ ہیں کہ ابتدا میں سالک کور باطن ہوتا ہے اور مردہ کی طرح ہوتا ہے۔ لیکن فنا فی اللہ کے بعد وہ صفاتِ الٰہی سے متصف ہو کر حقیقی زندگی حاصل کرتا ہے۔ گویا پہلے مردہ تھا اب زندگی میں مبتدل ہو گیا۔ لیکن جب پھر سیر نزولی کے بعد جب مقام دوئی میں آتا ہے تو پھر مردہ ہو جاتا ہے۔ اور بدون حکم الٰہی اس پر کچھ منکشف نہیں ہوتا۔ اس آیت کریمہ کے دوسرے معانی یہ ہیں کہ جب سالک مقام فنا فی اللہ میں بمصداق حدیث بی یسمع وبی یبصر اور حدیث تخلقو باخلاق اللہ صفات حق تعالیٰ سے متصف ہوتا ہے تو اسے مردہ کو زندہ اور زندہ کو مردہ کرنے کا تصرف حاصل ہو جاتا ہے۔

Marfat.com

بعدہٗ الوصول فقد اشرک باللہ۔ ہر کہ ایں چنیں نماز ادا کند قول حق تعالیٰ واعبد
ربک حتی یاتیک الیقین و برا کشف شود و آں زماں مصلی مسلم گردد و نمازش
قبول افتد۔ چوں قبولش افتد اضافتش افتاد چوں اضافتش افتاد ماہیت معین عبد
واب یافت بہ تمثیل برف و آب۔ در آں وقت رفت سالک سیراب گشت ازیجا
است کہ حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم فرمودہ حدیث من عرف نفسہ فقد عرف اللہ
چوں سالک دریں مقام رسد شراب لذت وحدت چشید آں زماں معنی لا الہ الا ھو
وے را کشف گشت"۔

ترجمہ و تشریح:۔ دل و جان سے نماز ادا کرنا فرض عین ہے۔ یعنی نماز میں اپنی جان اور
ہستی کی نفی کر دے۔ اور خود ذاتِ حق میں گم ہو جائے تو یہ فرض عین ہے اور اس
کو نماز بے ریا کہا جائے گا۔ یعنی دکھلاوے کی نماز نہیں بلکہ حقیقی نماز اور اگر ریا کے
ساتھ نماز ادا کرتا ہے۔ یعنی یہ جانتا ہے کہ حقیقت عبد و رب ایک ہے لیکن پھر
بھی تکلفاً مقام دوئی میں آکر ایکٹنگ کرتا ہے۔ یعنی دکھلاوے کی نماز پڑھتا ہے۔
تاکہ حکم شریعت پورا ہو، تو یہ کفر ہے۔ مذموم کفر نہیں، بلکہ کفر محمود ہے۔ کفر کے
معنی ہی حقیقت سے روگردانی کرنا۔ جب وحدت الوجود مسلم ہے اور نہ کوئی عابد
ہے نہ معبود تو پھر نماز کس کی پڑھی جائے گی، لیکن حکم شریعت پورا کرنے کے لئے
سالک واصل ریاکاری سے کام لیتا ہے۔ اور دوئی قائم کر کے نماز ادا کرتا ہے۔ وہ
وحدت الوجود کا انکار کر کے عابد و معبود کا تعین کرتا ہے۔ اس لئے وہ کفر کا مرتکب
ہوتا ہے۔ اس کفر کو کفر حقیقی کہتے ہیں، جو مذموم نہیں محمود ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے حصول فنا فی اللہ کے بعد عبادت کی وہ شرک کا
مرتکب ہوا۔ یعنی عابد و معبود کا فرق مٹ جانے کے بعد تکلفاً فرق قائم کرنا اور
ریاکاری کی نماز پڑھنا۔ یہ وہ ریاکاری نہیں جو دنیاوی مفاد کے لئے ماتحت افسر
کے سامنے دکھلاوے کی نماز پڑھتا ہے۔ بلکہ یہاں ریاکاری کا مطلب یہ ہے کہ
دراصل عابد و معبود کی حقیقت ایک ہے۔ لیکن پھر بھی حکم شریعت کا احترام کرتا ہے
اور عابد بن کر معبود کے سامنے ریاکارانہ نماز ادا کرتا ہے۔ گویا خالی ایکٹنگ کرتا
ہے۔ اور اس قسم کی نماز کی طرف حق تعالیٰ نے آیۂ کریمہ واعبد ربک حتی یاتیک

Marfat.com

الیقین میں اشارہ فرمایا ہے۔ یعنی جب یقین آجائے کہ ذاتِ حق کے سوا کوئی چیز نہیں اور عابد و معبود ایک ہے۔ تو پھر نماز ریاکاری یعنی محض ایکٹنگ رہ جائے گی، اور احترام شریعت کی خاطر ریاکاری سے کام لیتے ہوئے ایکٹنگ ضرور کرے گا، حضرت خواجہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ اُس وقت نمازی مسلمان ہوگا، یعنی حقیقی مسلمان ہوگا اور اس کی نماز قبول ہوگی۔ جب نماز قبول ہوگی تو اضافتِ من و تو یا عابد و معبود اُٹھ جائے گی۔ جب اضافت اُٹھ جائیگی تو عبد و رب کی حقیقت اُس پر منکشف ہو جائے گی۔ اور برف اور پانی کا فرق مٹ جائے گا۔ یعنی برف بھی دراصل پانی ہے۔ جو دوسری شکل میں ظاہر ہوا ہے۔ اس لئے عبد بھی دراصل ذاتِ حق سے جُدا نہیں ہے۔ اگرچہ شکل ظاہری میں جُدا نظر آتا ہے۔ اس کے بعد حضرتِ اقدس فرماتے ہیں کہ اس مقام پر پہنچ کر سالک سیراب ہو جاتا ہے، یعنی اس کی تشنگی یا طلب ختم ہو جاتی ہے۔ اور قطرہ دریا میں مل جاتا ہے۔ اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ، جس نے اپنے آپ کو پہچان لیا کہ میں کون ہوں، اُس نے اپنے رب کو پہچان لیا۔ اس وجہ سے کہ عبد و رب کی حقیقت ایک ہے۔ اور سوائے ذاتِ حق کے غیر کا وجود ہی نہیں ہے۔ جب سالک اس مقام پر پہنچتا ہے تو وحدت کے شراب کی لذت حاصل کرتا ہے، یعنی شرابِ توحید اور فنائے ذات میں مست و بے خود ہو جاتا ہے اور اس وقت اُس کو لَا اِلٰهَ اِلَّا هُو کی حقیقت معلوم ہوتی ہے۔ یعنی ذاتِ حق کے سوا کسی چیز کا وجود نہیں ۔

شرح اب احقر مترجم وحدت الوجود کے متعلق مزید صراحت کرے گا تاکہ قارئین کرام کو اس کی حقیقت بھی معلوم ہوتی جائے۔ آج کل ظاہر بین قالی صوفی حضرات کے درمیان وحدت الوجود و وحدت الشہود پر بڑے مباحثے ہو رہے ہیں، لیکن حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہ نے اپنے مکتوبات شریفہ میں اس بات کی وضاحت فرمائی ہے کہ وحدت الوجود اور وحدت الشہود میں جو فرق نظر آرہا ہے وہ لفظی فرق یا نزاع لفظی ہے حقیقی نہیں ہے۔ اسی طرح حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے اپنے رسالہ مدنیہ میں فرمایا ہے کہ وحدت الوجود اور وحدت الشہود کے مابین جو نزاع یا اختلاف ہے وہ نزاع لفظی ہے نزاع حقیقی نہیں

Marfat.com

ہے۔ شاہ اسمٰعیل شہیدؒ نے بھی اپنی کتاب طبقات میں لکھا ہے کہ وحدت الوجود اور وحدت الشہود کی اصل ایک ہے۔ اور حضرت مجدد الف ثانی اور شیخ اکبر محی الدین ابن عربی کی کتابوں سے دونوں کا ثبوت ملتا ہے، اس لئے یہ نزاع لفظی ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب وجود ایک ہے۔ ذاتِ حق کے سوا کسی غیر کا وجود نہیں ہے تو پھر بُت پرستی کیوں حرام ہے۔ جواب یہ ہے کہ بت خدا نہیں ہے۔ لیکن خدا سے جدا بھی نہیں ہے۔ جس طرح زید کا ہاتھ زید نہیں ہے لیکن زید سے جدا بھی نہیں ہے۔ اگر کوئی شخص زید کی بجائے زید کے ہاتھ سے رقم طلب کرے تو وہ بڑا بے وقوف کہلائے گا۔ اسی طرح بت پرستی بھی بے وقوفی اور مضحکہ خیز ہے۔ لیکن ذاتِ حق چونکہ بے مثل و مثال ہے اس لئے زید اور اس کے ہاتھ کی مثال اللہ تعالےٰ اور کائنات پر پوری صادق نہیں آتی ہے۔ مولانا جامیؒ نے سوانح جامی میں فرمایا ہے کہ مخلوق کو خالق سے جو تعلق ہے وہ نہ کل اور جزو کا سا تعلق ہے، نہ ظرف و مظروف کا، بلکہ یہ تعلق لازم و ملزوم کا سا ہے۔ اور صفت و موصوف کا سا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ کائنات حق تعالیٰ کی صفت تخلیق کا مظہر ہے چونکہ صفت اور موصوف ایک ہیں اس لئے کائنات بھی حق تعالیٰ کا عین ہے غیر نہیں۔ ایک لحاظ سے ہم کتاب کو مصنف کا عین کہہ سکتے ہیں اور ایک لحاظ سے غیر بھی کہہ سکتے ہیں۔ کیونکہ کتاب کا وجود علیحدہ صورت میں نظر آتا ہے۔ اسی طرح مجاز کے اعتبار سے کائنات حق تعالیٰ کا غیر اور حقیقت کے اعتبار سے حق تعالیٰ کا عین ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مشائخ عظام اور علمائے متکلمین نے لکھا ہے کہ صِفَاتُ اللّٰهِ هِيَ لَا عَيْنُهٗ وَلَا غَيْرُهٗ (یعنی اللہ کی صفات نہ اللہ کا عین ہیں نہ غیر) اگر صفات کو موصوف کا عین کہا جائے تو کثرت وجود لازم آتا ہے۔ یہ صرف نقطۂ نگاہ کا فرق ہے۔

اب ہم نے یہ دیکھنا ہے کہ شریعت کی رُو سے یعنی عقائدِ اسلام کی رُو سے وحدت الوجود کیسے قائم رہ سکتا ہے۔ امر مسلمہ ہے کہ حق تعالیٰ ذات و صفات کے اعتبار سے لامحدود ہے۔ اگر کوئی اللہ تعالیٰ کو محدود قرار دے تو کافر ہو جاتا ہے اس لئے اگر وحدت الوجود کو نہ مانا جائے اور کائنات کو حق تعالیٰ کا غیر یعنی علیحدہ وجود تصور کیا جائے۔ تو ذاتِ حق محدود ہوتی ہے۔ اس وجہ سے کہ اگر حق تعالیٰ

Marfat.com

کائنات میں نہ ہو باقی ہر جگہ ہو تو محدود ہو جاتا ہے۔ اور ذاتِ حق کو محدود سمجھنا ہر فرقے کے نزدیک کفر ہے۔ سوائے غیر مقلدین کے امام ابن تیمیہ کے جن کا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اوپر کی جانب عرش پر بیٹھے ہوئے کائنات کو دیکھ رہے ہیں۔ انھوں نے یہ نظریہ آیۂ کریمہ الرَّحمٰن علی العرش استوی سے اخذ کیا ہے۔ اُن کو یہ معلوم نہیں کہ آیۃ الکرسی میں حق تعالیٰ نے فرمایا کہ وَسِعَ کُرسِیُّہُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ یعنی آسمان و زمین (کائنات) میری کرسی یا عرش میں شامل ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کا عرش پوری کائنات پر حاوی ہے تو پھر اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود اور کل شئے کے اپنے اندر سموئے ہوئے ہیں لہٰذا غیر کا وجود ہی نہیں ہے۔ اگر غیر کا وجود تسلیم نہ کیا جائے۔ تو کفر لازم آتا ہے نیز اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ایک صفت وجود بھی ہے۔ اب چونکہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات و صفات میں لاشریک ہے اس لئے صفت وجود میں بھی اُس کا کوئی شریک نہیں ہونا چاہیئے۔ لہٰذا وحدت الوجود برحق ہے۔ لیکن یہ بات حال سے تعلق رکھتی ہے، اصحاب قال صرف منطقی استدلال سے قائل ہو سکتے ہیں۔ وحدت الوجود کی حقیقت اس وقت منکشف ہوتی ہے جب مقام فنا فی اللہ تک رسائی ہوتی ہے۔ (ختم ہوا مترجم کا بیان)

رموز سوم در بیان روزہ معلوم ہونا چاہیئے کہ روزہ رکھنے سے مراد رازداری ہے نہ کہ کھانے پینے سے منہ بند کرنا۔ اسی وجہ سے اولیاء کرام نے فرمایا ہے صُومُوا بِرُؤْیَتِہٖ وَاَفْطِرُوا بِرُؤْیَتِہٖ (رویت حق یعنی دیدار حق تعالیٰ سے سحری کرو اور دیدار حق تعالیٰ سے افطاری کرو) جاننا چاہیئے کہ روزہ رکھنا فرضِ عین ہے یعنی عین بن جانا (دوئی کا مٹ جانا) ہاں ہاں اسی طرح ہے۔ آمنا و صدقنا۔ جس نے اپنے آپ کو پہچان لیا۔ عین ہو گیا۔ اس وقت وہ اپنی عین (آنکھ) سے دیکھتا ہے کہ خود عین (ذات) ہے غیر نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مَنْ رَاٰنِیْ فَقَدْ رَاَی الْحَقَّ (جس نے مجھے دیکھا) آنحضرتؐ نے یہ کلمات اپنے حال سے فرمائے ہیں (نہ کہ قال سے) شعر ؎

چوں او عین من، من عین اویم
انا الحق چوں نگویم چوں نگویم

Marfat.com

(جب وہ میرا عین اور میں اُس کا عین ہوں تو انا الحق کیوں نہ کہوں) یہی وجہ ہے کہ رسول خدا صلیٰ اللہ علیہ وسلمؐ نے فرمایا ہے۔ رَأَیتُ رَبّی بِرَبّی۔ میں نے اپنے رب کو اپنے رب سے دیکھا یعنی خود کو خود سے دیکھا) جب سالک اس مقام پر پہنچتا ہے اَللّٰہُ نُورُ السَّمٰوٰتِ وَالاَرضِ[1] کا راز اس پر کھل جاتا ہے۔

رموزِ چہارم دربیان زکوٰۃ

جاننا چاہیئے کہ زکوٰۃ دینا فرض ہے، یعنی اپنے آپ کو دے دینا فرض ہے شرح اپنے آپ کو دے دینے کا مطلب یہ ہے کہ خود نہ رہے بلکہ ذاتِ حق میں گم ہو جائے۔ زکوٰۃ کا مصدر بھی تزکیہ یعنی تزکیہ نفس ہے یعنی غلاظتِ غیر سے اپنے آپ کو پاک کر اور خالص ذات ہو جانا۔ حق تعالیٰ فرماتے ہیں۔ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الْمُتَّقِینَ (اللہ تعالیٰ متقی لوگوں کے ساتھ ہے) یعنی معیّتِ حق حقیقی معنوں میں اس شخص کو حاصل ہوتی ہے جو ہر چیز سے حتیٰ کہ اپنے وجود سے بھی پاک ہو جائے، اور خود نہ رہے۔ متن اردو۔ ہاں ہاں اسی طرح ہے۔ جس نے اپنے آپ کو دے ڈالا، خدا کو پا لیا۔ "ہر کہ خود را داد، خدا را یافت" (جس نے خود کو گم کر دیا خدا کو پا لیا) یہی وجہ ہے کسی بزرگ نے فرمایا ہے، "نایافتنِ خود یافتنِ خدا است و نادیدنِ خود دیدنِ خدا است (اپنے آپ کو گم کر دینا خدا کو پانا ہے اور اپنے آپ کو نہ دیکھنا خدا کو دیکھنا ہے)" جب تک سالک اپنے آپ کو نہیں مٹائے گا خدا کو نہیں پائے گا، خواہ وہ زاہد بن کر فرشتہ سیرت بن جائے۔ یا قارون کی طرح دولت مند ہو جائے۔ اسی وجہ سے آنحضرت صلیٰ اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ حُبُّ الْوَطَنِ مِنَ الایمان (وطن کی محبت،

---

[1] یہاں نور سے مراد نورِ حیات ہے یعنی حق تعالیٰ کائنات کی روح اور جان ہے جس طرح انسانی جسم روح اور جان کی بدولت زندہ ہے اسی طرح کائنات بھی روح حق تعالیٰ سے زندہ اور پائندہ ہے۔ جس طرح روح اور جسم ایک چیز کا نام ہے۔ اسی طرح کائنات اور حق تعالیٰ میں بھی کوئی غیریت نہیں ہے۔ اگر موجودات کا علیحدہ وجود مانا جائے تو مادہ کا غیر اللہ ہونا اور قدیم ہونا لازم آتا ہے۔ جو ناجائز ہے اگر مادہ کو مخلوق مانا جائے تو وہ حق کی صفت تخلیق کا مظہر ہے۔ اس لئے غیر نہیں عین ہے۔ کیونکہ صفت و موصوف میں عینیت ہے غیریت نہیں۔

Marfat.com

ایمان ہے) چونکہ انسان کا وطن عالمِ قدس یعنی ذاتِ باری تعالیٰ ہے جب تک مقامِ ذات پر نہیں لوٹے گا ایماندار نہ ہوگا) نیز فرمایا۔ حُبُّ الدُّنیا رأس خطیئۃ وترک الدنیا رأس کُلّ عبادۃ (دنیا کی محبت تمام گناہوں کی جڑ ہے اور دنیا کا ترک کرنا تمام عبادت کی جڑ ہے[1]) جب سالک اس مقام پر پہنچ جاتا ہے تو تفرقہ مٹ جاتا ہے۔ اور اس وقت اس پر آیۃ اِنَّمَا اِلٰھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْم کے معنی منکشف ہو جاتے ہیں۔ (تمہارا معبود وہی اکیلا معبود ہے جو رحمٰن اور رحیم ہے) اکیلے اور ایک میں فرق ہے۔ اکیلا کا مطلب یہ ہے کہ وہی ایک موجود ہے۔ اس کے سوا کوئی وجود نہیں۔ ایک کا مطلب یہ ہے کہ اللہ ایک ہے لیکن اس کے ساتھ دیگر موجودات بھی موجود ہیں۔

رموز ۵ دربیان حج :۔ حج پر جانا فرض ہے، یعنی خود جانا فرض ہے۔ ہاں اسی طرح پر ہے۔ خود جانے میں خدائی ہے اور خود نہ جانے میں جدائی ہے۔ یہاں یعنی اس دنیا میں جو جدائی ہے وہاں یعنی آخرت میں خود نمائی ہے۔ اور وہاں جو خود نمائی ہے وہ خدائی ہے اور جو خدائی ہے بے نمائی ہے اور وہاں جو بے نمائی ہے وہ خدائی ہے۔ یہ اس کے لئے نازل ہوئی ہے۔ جیسا کہ حق تعالیٰ فرماتے ہیں۔ جو شخص اس دنیا میں نابینا ہے۔ آخرت میں بھی نابینا ہوگا۔ اور یہ بدترین طریقہ ہے۔ پس تو وہ کام کر جو تیرے کام آئے۔ وہ کام کر جو تیرا دست بھی نہ کر سکے۔ اُس وقت تیرا حج پر جانا صحیح ہوگا۔ اور تجھے مقصود حاصل ہوگا۔ جب سالک اس مقام تک پہنچ جاتا ہے تو آیۂ پاک اینما تولّوا .... یعنی (جس طرف دیکھو اللہ کی ذات نظر آئے گی۔) کی حقیقت ظاہر ہو جاتی ہے۔

شرح :۔ حضرتِ اقدس کا مطلب یہ ہے کہ حج پر جانے کا مقصد یہ ہے کہ خود چلا جائے۔ یعنی خود نہ رہے بلکہ ذاتِ حق ہو جائے یعنی مقام فنا فی اللہ حاصل ہو جائے۔

---

[1] ترکِ دنیا سے مراد ظاہری ترک نہیں بلکہ باطنی ترک ہے یعنی روحانی ترک۔ مطلب یہ کہ دنیا میں رہے۔ لیکن دنیا کا نہ بن جائے بلکہ اپنے اصلی وطن یعنی ذاتِ حق میں رہے۔ ظاہری ترکِ دنیا رہبانیت ہے۔ جو ناجائز ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے لا رھبانیۃ فی الاسلام یعنی اسلام میں رہبانیت ناجائز ہے لہٰذا ترکِ دنیا سے مراد دنیا اور مافیہا کی محبت اور رغبت کا ترک کرنا ہے تاکہ پاک و صاف ہو کر عالمِ قدس جس سے

108839

Marfat.com

جب یہ حالت ہو جاتی ہے تو یہ خدائی ہے یعنی بندہ خود نہیں رہتا۔ بندہ گم ہو جاتا ہے اور خدا رہ جاتا ہے۔ لیکن خود کو فنا کئے بغیر حج پر جائے، تو خدائی نہیں جدائی ہے۔ یعنی اس وقت بندہ محجوب اور دیدار سے محروم ہوتا ہے۔ "اینجا" اور "آنجا" کے دو معنے ہو سکتے ہیں۔ ایک مطلب دنیا و آخرت ہے۔ دوسرا مطلب ظاہر و باطن ہے۔ حضرتِ اقدس کا مطلب یہ ہے کہ جہاں خودنمائی ہے۔ یعنی جب تک سالک کا وجود باقی ہے۔ وہ ہجر و فراق میں رہتا ہے۔ جب اپنا وجود گم کر کے فانی فی اللہ ہوتا ہے تو خدائی کرتا ہے، خدائی کرنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ بندہ خدا بن جاتا ہے۔ بلکہ بندہ نہیں رہتا۔ خدا رہ جاتا ہے انا الحق کا مطلب بھی یہی ہے۔ منصور یہ نہیں کہہ رہا تھا کہ میں حق ہوں بلکہ منصور ذاتِ حق میں فانی اور گم ہو چکا ہے۔ اور حق کہہ رہا تھا، کہ میں حق ہوں، یہ اسلامی نظریہ ہمہ اوست ہے۔ ہندوانہ ہمہ اوست یہ ہے کہ ہر چیز خدا ہے۔ اور یہ غلط بلکہ کفر ہے۔ کیونکہ ہر چیز میں یہ استعداد نہیں کہ حق تعالےٰ کے تمام صفاتِ کمال کی متحمل ہو سکے۔ اسلامی اور ہندوؤں کے ہمہ اوست میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ ہندوانہ ہمہ اوست کا مطلب یہ ہے کہ ہر چیز خدا ہے۔ اسلامی ہمہ اوست کا مطلب یہ ہے کہ ہر چیز خدا نہیں لیکن خدا سے جدا بھی نہیں ہے جس طرح کہ زید کا ہاتھ زید نہیں۔ لیکن زید سے جدا بھی نہیں۔ اگر کوئی شخص زید سے رقم طلب کرے اور وہ انکار کرے تو کوئی عقلمند شخص زید کے ہاتھ کو کہہ کر اس کی جیب سے رقم نکالنے کی فرمائش نہیں کرے گا۔ جس طرح زید کی بجائے زید کے ہاتھ سے رقم طلب کرنا مضحکہ خیز ہے اسی طرح بت پرستی بھی مضحکہ خیز ہے۔ لیکن عرفائے اسلام نے زید اور ہاتھ کی مثال دینے کو بھی غلط کہا ہے۔ کیونکہ ذاتِ حق کا کائنات سے جو تعلق ہے وہ بقولِ مولانا جامیؒ ایسا تعلق نہیں جو کل کا جزو سے ہوتا ہے۔ یا ظرف کا مظروف سے، بلکہ وہ تعلق ہے جو صفت کا موصوف سے اور لازم کا ملزوم سے ہے۔ کائنات حق تعالیٰ کی صفتِ تخلیق کا مظہر ہے۔ لہٰذا ایک لحاظ سے اسے عینِ حق کہا جا سکتا ہے۔ اور دوسرے لحاظ سے غیرِ حق، اس لئے عارفین کا مقولہ ہے کہ صفات اللہ لا عینہ ولا غیرہ (اللہ تعالیٰ کی صفات نہ اس

Marfat.com

کی عین ہیں۔ نہ غیر اور عین بھی ہیں اور غیر بھی (جس طرح انسان کا سایہ اس کا عین بھی ہے۔ اور غیر بھی۔ یہ ہے مختصر بیان مسئلہ وحدت الوجود کا جس کی تفصیل مترجم نے اپنی کتاب "مشاہدہ حق" میں شرح و بسط کے ساتھ کی ہے۔

رموز ۶ طریقت کے بیان میں: جاننا چاہیئے کہ طریقت کے اصطلاحی معنی ہیں نفس کے ساتھ مجاہدہ کرنا، یعنی نفس کا ذاتِ حق میں گم کر دینا۔ جب سالک اس مقام تک سیر کرتا ہے تو اس آیۂ پاک کے معانی اس پر کشف ہو جاتے ہیں۔ وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا۔ (جو لوگ ہمارے اندر سیر کرتے ہیں ہم ان کو مزید ترقی کے مقامات پر پہنچاتے ہیں۔) طریقت کے معنی تقویٰ کے بھی ہیں۔ یعنی اپنے آپ سے پاک ہونا۔ ہاں یہی مطلب ہے۔ خدا اپنے اندر ملتا ہے نہ کہ آسمان میں یا زمین میں۔ جیسا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ انسان کا قلب بیت اللہ ہے۔ ترجمہ شعر:۔ میرے جبہ یعنی جسد خاکی میں خدا کے سوا کچھ نہیں۔ تو آسمان اور زمین میں تلاش کرتا رہ۔ جب خانہ کا پتہ چل گیا تو صاحبِ خانہ تو خود بخود مل جائے گا۔ اس وقت سالک پر حدیث کُنْتُ کَنْزاً .... یعنی میں ایک پوشیدہ خزانہ تھا مجھے خواہش ہوئی کہ پہچانا جاؤں اس لئے خلق کو پیدا کیا۔) کا راز کھلتا ہے۔

شرح:۔ طریقت کے لفظی معنی ہیں راستے پر چلنا اور اصطلاحی معنی ہیں سلوک الی اللہ طے کرنا۔ یعنی ریاضیات اور مجاہدات کے ذریعے تزکیۂ نفس کرنا اور روحانی طاقت بڑھا کر عالم بالا کی طرف پرواز کرنا۔ جب تزکیۂ نفس ہو جاتا ہے تو اس آیت کے معنی سالک پر منکشف ہوتے ہیں۔ "جو لوگ ہمارے لئے مجاہدہ کرتے ہیں۔ ہم ان کو اپنے راستے بتاتے ہیں۔ لفظ فینا کا مطلب یہ ہے کہ ہمارے اندر مجاہدہ کرتے ہیں۔ یعنی ہماری ذات میں فانی ہوتے ہیں۔ تو اس وقت ان کو ہم مزید ترقی کے راستے بتاتے ہیں۔ لیکن علمائے ظاہر لفظ فینا کو الینا پڑھتے ہیں۔ کیونکہ ان کو مقام فنا فی اللہ کا علم نہیں ہوتا ہے لہٰذا جَاهَدُوْا فِیْنَا کا مطلب ہے سیر فی اللہ اور فنا فی اللہ

Marfat.com

چنانچہ جب تزکیۂ نفس ہو جاتا ہے تو سالک کے اندر قوتِ پرواز پیدا ہوتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی ذات میں واصل ہو کر جوں جوں کوشش کرتا ہے بلند سے بلند تر مقامات پر اس کی رسائی ہوتی ہے۔ چونکہ ذاتِ حق کی کوئی انتہا نہیں اس لئے سیر فی اللہ یا فنا فی اللہ کی بھی کوئی انتہا نہیں۔ اور یہ سفر ابدالآباد تک جاری رہتا ہے۔ اور نہایت ہی پُر کیف اور پُر لطف سفر ہے جس کا مقابلہ دنیا کی کوئی لذت نہیں کر سکتی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قلب کو بیت اللہ کہا ہے۔ ایک حدیث میں مومن کے قلب کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کا عرش بھی کہا ہے۔ ایک اور حدیث میں آیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نہ اپنی زمین میں سما سکتا ہوں، نہ اپنے آسمانوں میں۔ لیکن اپنے بندۂ مومن کے قلب میں سما سکتا ہوں۔ اِن احادیث سے غیر مقلدین کے امام ابن تیمیہ کے اس قول کی تکذیب ہوتی ہے۔ جس میں انھوں نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ اُوپر کی جانب عرش پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ جمہور علمائے اسلام نے اس قول کے متعلق کہا ہے۔ کہ اس سے تجسیم لازم آتی ہے (یعنی اللہ تعالیٰ کے لئے ایک جسم ماننا پڑتا ہے۔ جو شریعت اسلامیہ میں محال ہے۔ حضرت شیخ فرماتے ہیں کہ جب سالک اس مقام پر پہنچتا ہے تو اُس پر حدیث کُنتُ کنزاً مخفیاً کے معانی منکشف ہو جاتے ہیں وہ اس طرح پر ہے کہ چونکہ کائنات حق تعالیٰ کی صفتِ تخلیق کا مظہر ہے اور چونکہ صفت و موصوف ایک ہیں۔ اس لئے سالک پر یہ ظاہر ہو جاتا ہے۔ کائنات وجود حق تعالیٰ سے علیحدہ کوئی چیز نہیں ہے۔ بلکہ عین حق ہے۔ یہ بات سالک پر علمی طور پر ظاہر نہیں ہوتی۔ بلکہ حال کے طور پر وہ ہر چیز میں حضرتِ حق کو جلوہ گر دیکھتا ہے۔

رموزِ حقیقت کے بیان میں:

جاننا چاہیئے کہ حقیقت سے مراد تقویٰ ہے یعنی حق ہو جانا، اضافت کا مٹانا معیت کا ختم کرنا اور تمنا سے گذر جانا ہے۔ اَلْفَقْرُ لَا یُحْتَاجُ اِلَی اللہِ۔ کے یہی معنی ہیں۔ جب سالک اس مقام پر پہنچتا ہے تو اُس پر قُلْ ھُوَ اللہُ اَحَدٌ کی حقیقت منکشف ہوتی ہے۔

شرح: حقیقت کا مطلب ہے بندہ کا ذاتِ حق میں گم ہونا۔ اور حق کا باقی رہ

Marfat.com

جانا۔ اس مقام پر تمام اضافتیں مِٹ جاتی ہیں۔ یعنی بندہ کا بندہ ہونا ختم ہو جاتا ہے حتیٰ کہ معیّت بھی ختم ہو جاتی ہے۔ کیونکہ معیّت کا مطلب ہے اللہ کا بندہ کے ساتھ ہونا جیسا کہ کلام پاک میں آیا ہے اَللّٰہُ مَعَنَا (اللہ ہمارے ساتھ ہے) یہ آیۂ پاک ظاہریت پر دلالت کرتی ہے۔ لیکن جب مقامِ فنا حاصل ہوتا ہے تو معیّت اور قُرب بھی ختم ہو جاتا ہے اور خودی مِٹ جاتی ہے۔ اور خدا رہ جاتا ہے۔ اَلْفَقْرُ لَا یُحْتَاجُ اِلَی اللّٰہِ۔ کا یہی مطلب ہے۔ یعنی اُس وقت بندہ اور مولا کی نسبت بھی نہیں رہتی۔ بلکہ عالم تنزیہہ یعنی ذات بحث یا خالص ذات منزّہ از صفات کے مرتبہ میں اسم اور صفت بھی ختم ہو جاتے ہیں۔ اللہ چونکہ اسم ہے۔ مقام لاتعین اور احدیت پر لفظ اللہ کا اطلاق بھی نہیں ہو سکتا۔ مقام ذات پر نہ اسم ہے نہ حرف ہے نہ اشارہ ہے نہ صفت ہے۔ نہ کوئی اور نسبت، بلکہ ذات ہی ذات ہے۔

رموزِ معرفت کے بیان میں

جاننا چاہیئے کہ اسم معرفت اسم ظرف ہے۔ جس کے معنی ہیں جائے شناختن۔ یعنی ہر جگہ ذات پاک واحد کو پانا۔ اور کائنات کے گوناگوں مظاہر میں ایک ذاتِ حق کے ساتھ حاضر ہونا۔ اگرچہ مختلف ناپاک اور دہشت ناک صورتوں سے واسطہ پڑتا ہے۔ لیکن احدیت پر جم جانا چاہیئے۔ اور کسی قسم کا خوف نہیں کرنا چاہیئے۔ حدیث پاک میں ہے۔ کہ ایمان خوف اور اُمید کے درمیان ہے اس کا مطلب یہی ہے۔ جب سالک اس مقام پر پہنچ جاتا ہے تو الحمد للہ رب العالمین مالک یوم الدین کی حقیقت اس پر منکشف ہوتی ہے۔

شرح:۔ عارفین کا قول ہے کہ اسلام چار چیزوں کا مجموعہ ہے۔ شریعت، طریقت، حقیقت و معرفت۔ شریعت سے مراد راستہ ہے۔ طریقت کا مطلب ہے اُس راستے پر چلنا۔ اور منزل مقصود جہاں راستہ ختم ہوتا ہے اس کا نام حقیقت ہے اور حقیقت سے آگاہ ہونے کا نام معرفت ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے "الشریعۃ اقوالی، والطریقۃُ افعالی، والحقیقۃُ احوالی والمعرفت واسراری"۔ یعنی شریعت میرے اقوال کا نام ہے۔ طریقت میرے اعمال، حقیقت میرے باطنی حال اور معرفت میرے اسرار و رموز کا نام ہے۔ اس لئے جو لوگ صرف

Marfat.com

شریعت اور ظاہری اعمال پر اکتفا کرتے ہیں۔ وہ اسلام کی حقیقت سے محروم رہتے ہیں۔ حقیقتِ اسلام کیا ہے ذاتِ حق میں فنا ہو جانا۔ اور قطرے کا سمندر میں گم ہو جانا۔ لیکن یہ گم ہو جانا دائمی نہیں ہوتا بلکہ جب جی چاہے سالک ذاتِ حق میں فنا ہو جاتا ہے اور جب جی چاہے فنا سے نزول کر کے دوئی اور کثرت کے مقام پر آ جاتا ہے۔ اور فرائض زندگی ادا کرتا ہے۔ اس لئے حدیث" ایمان امید اور خوف کے درمیان ہے" کے یہ معنی ہوئے کہ پہلے موجودات عالم کو ذات سے الگ دیکھ کر سالک پریشان ہوتا ہے۔ جب مقامِ وحدت میں جاتا ہے تو سکون حاصل ہوتا ہے اس مقام پر الحمد للہ رب العالمین کی حقیقت ظاہر ہونے کا مطلب یہ ہے کہ سالک میں جو حمد و محاسن یعنی خوبی، صفات اور کمال دیکھتا ہے۔ مثلاً اُن کے کارنامے مناظر قدرت کی رنگینیاں اور جمادات و نباتات و حیوانات کے خصائل سب کو ذاتِ حق کے صفات دیکھتا ہے الگ کوئی چیز نہیں دیکھتا۔

رموز ۹ یعنی چار منازل

سنو! عالمِ ناسوت، عالمِ ملکوت، عالمِ جبروت، عالمِ لاہوت، یہ سب تو ہے۔ اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ یہ تمام جہان تو تیری پیدائش سے پہلے تھے۔ یہ کس طرح پر ہے۔ تو اس کا جواب حق تعالیٰ سے سن جس نے حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رحؒ سے فرمایا کہ اے غوث الاعظم انسان کا جسم، اُس کا نفس، اس کا قلب، اس کا روح، اس کا سمع، اس کا بصر، اس کی لسان، اس کے اعضاء سب کو میں نے پیدا کیا۔ اپنی ذات سے اور اپنی ذات کے لئے۔ وہ نہیں ہے مگر میں ہوں۔ اور میں اس سے بغیر نہیں ہوں" جب سالک اس مقام پر پہنچتا ہے تو اس آیت کی حقیقت اس پر منکشف ہو جاتی۔ "وہ لوح محفوظ میں ایک کتاب ہے۔ میں اللہ ہوں اور میرے سوا کسی غیر کا وجود نہیں ہے"

شرح:۔ عالمِ ناسوت سے مراد یہی ظاہری دنیا ہے، عالمِ ملکوت یا عالمِ ارواح سے مراد روحوں کا جہان ہے۔ عالمِ جبروت اللہ تعالےٰ کے اسماء و صفات کا جہان ہے۔ اور لاہوت سے مراد خالص ذات منزّہ از صفات کا جہان ہے۔ حضرت شیخ فرماتے ہیں۔ کہ یہ تمام جہان تیرے سوا کچھ نہیں یعنی جب انسان حق تعالیٰ کا عین ہے

Marfat.com

تو مختلف موجودات جو ذات حق کا عین ہے، انسان کا بھی عین ہوئے۔ جیسا کہ حق تعالیٰ نے حضرت غوث الاعظم سے فرمایا کہ انسان کا جسم، قلب، روح، سمع، بصارت وغیرہ سب ذاتِ حق کا عین ہیں۔ یاد رہے کہ حضرت غوث الاعظم نے وہ الہامات جو آپ کو حق تعالیٰ کی طرف سے ہوئے۔ ایک کتاب کی صورت میں جمع کئے ہیں۔ جو حال ہی میں مکتبۃ الکتاب لاہور نے رسالۂ غوثیہ کے نام سے شائع کئے ہیں۔ اور بندہ نواز سید محمد گیسو دراز نے ان کی شرح کی۔ اس الہام کی شرح کا خلاصہ حسب ذیل ہے:۔

"انسان کا دل، انسان کی روح، انسان کے کان، آنکھ، ہاتھ پاؤں سب کو میں نے اپنی ذات سے ظاہر کیا یعنی اپنی ذات کے نور سے۔ اور اپنی ہی ذات کے لئے انسان کو آئینہ بنایا۔۔۔۔۔۔ یعنی انسان اور اس کی حقیقت سوائے اس کے نہیں کہ میں ہی ہوں اور میں اس کا غیر نہیں ہوں۔ آئینہ کی طرح انسان اور خدا ایک صورت ہیں۔ اس کے دوسرے معنی یہ ہیں کہ بمصداق خلق آدم علی صورتہٖ۔ حق تعالےٰ اپنے آپ کو دیکھنے کے لئے انسان کو اپنی طرح پیدا کیا۔ یعنی اپنی صورت میں اس لئے کہ لِاَنِّی اشتدُ شوقاً الیٰ لقائِہِم۔ میں ان کو دیکھنے کا بے حد مشتاق تھا کسی نے خوب کہا ہے۔ ؎

عاشق حسن خود است آں بے نظیر حسن خود را خود تماشا مے کند

رموز ۱۰ جبروت کے بیان میں جبروت کا مطلب ہے مشاہدۂ حق میں ہونا اسی وجہ سے کہا گیا ہے۔ مَارَاَیْتُ شَیْئاً اِلَّا وَرَاَیْتُ اللّٰہَ فِیْہِ (میں نے کوئی چیز ایسی نہیں دیکھی کہ جس میں اللہ کو نہ دیکھا ہو) جب سالک اس مقام پر پہنچ جاتا ہے۔ آیہ اِنَّ اللّٰہَ عَلیٰ کُلِّ شَیٍٔ مُّحِیْط۔ اس پر منکشف ہوتی ہے۔

شرح:۔ جبروت عالمِ صفات کا نام ہے۔ اور صفات کا خاصا کشف و کرامات ہے اس مقام پر سالک پر حقیقت اشیاء منکشف ہوتی ہے۔ اور جس چیز کو دیکھتا ہے اس میں ذاتِ حق جلوہ گر نظر آتی ہے۔

رموز ۱۱ ملکوت کے بیان میں:۔ ملکوت یعنی ماسوا اللہ سے پاک ہونا۔ اللہ

Marfat.com

جمیل ہے۔ اور جمال سے محبت کرتا ہے۔ یعنی ہر حال میں اللہ اللہ کہنا اور ہو بہو دیکھنا۔
اس شعر کا یہی مطلب ہے۔

ہر خیالے غیر حق را ذرو داں　　سالکاں را ایں ریاضت فرض داں

غیر حق کے ہر خیال کو چور سمجھ۔ سالکین کے لئے یہ ریاضت فرض ہے۔ جب سالک اس مقام پر پہنچتا ہے تو وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَمَا كُنْتُمْ کی حقیقت اس پر آشکارا ہوتی ہے
شرح :۔ عالمِ ملکوت یعنی جب عالمِ ارواح میں پہنچ کر سالک اپنے جسم کی قیود سے آزاد ہوتا ہے۔ تو ہر جگہ ذاتِ حق کا مشاہدہ کرتا ہے۔ اس وجہ سے جسم کی قیود اس کے لئے حجاب ہوتی ہیں۔

رموز ۱۲ ناسوت کے بیان میں :۔

جاننا چاہیئے کہ ناسوت سے مراد غافل ہونا ہے۔ غفلت دو طرح کی ہوتی ہے۔ اگر غفلت صفات ضمیمہ یعنی بری صفات سے ہے تو یہ ہدایت ہے یعنی ابتدا۔ اور آیہ إِنَّ الْإِنسَانَ لَفِي خُسْرٍ ..... الیٰ آخرہ اس کے حق میں صادق آتی ہے۔ اگر غفلت اوصافِ حمیدہ کی وجہ سے ہے۔ تو وہ بھی ہدایت ہے یعنی جس طرح پہلے تھا اب بھی اسی طرح ہے۔ یعنی وحدت تھی کثرت کا نام و نشان نہ تھا۔ اس لئے شرک بھی بالکل نہ تھا۔ اسی وجہ سے بزرگانِ دین نے کہا ہے کہ انتہائی مقام ابتدا کی طرف لوٹ کر آنا ہے۔" اور یہ مقام ناسوت ہے۔ پس یاہوت (جو آخری مقام ہے) اور ناسوت جو ابتدائی مقام ہے۔ دونوں ایک ہوئے۔ جو کچھ مخفی تھا ظاہر ہوا۔ اس سبب سے کہا گیا ہے کہ جس نے اللہ تعالیٰ کو پہچانا۔ اس کی زبان گنگ ہو گئی۔ جب سالک اس مقام پر پہنچتا ہے تو وہ تیس ہزار نکات جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عوام سے مخفی رکھے، اس پر ظاہر ہو جاتے ہیں۔
شرح :۔ یاد رہے کہ سالک کی سیر الی اللہ یا عروجی سفر دائرہ کی شکل میں ہوتا ہے اور دائرہ کے محیط پر سفر کرتے ہوئے پھر اسی نقطۂ آغاز پر پہنچ جاتا ہے۔ پس وہی نقطہ ابتدائی نقطہ بھی ہے اور انتہائی بھی۔ کل لسانہ یعنی اس کی زبان گنگی ہو گئی۔ کے یہ معنی ہیں کہ جب ذات، بحت یا احدیت میں فنا حاصل ہوتی

Marfat.com

ہے نہ وہاں نہ کوئی زبان ہے۔ نہ اسم ہے نہ صفت نہ اشارہ نہ سمت محض اطلاق ہی اطلاق کا سامنا ہوتا ہے۔ اس لئے سالک کلام کرنے سے عاجز ہوتا ہے۔ اوراد پر جو کہا گیا ہے کہ غفلت دو قسم کی ہے مذموم اور محمود۔ اس سے بھی مراد وہی مقام حیرت ہے جو فنا فی اللہ کے بلند درجات پر سالک پر طاری ہوتی ہے۔ یہ حیرت محمود ہے اور مذموم حیرت ہے جو عرفان سے پہلے زمانۂ جاہلیت میں سالک پر طاری ہوتی ہے۔

رموز ۱۳۳

دوسری توجیہہ یہ ہے کہ عالم ناسوت میں جہل ہے۔ عالم ملکوت میں معرفت ہے۔ عالم جبروت میں دیکھنا اور عالم لاہوت میں ہونا یعنی خدا کے ساتھ ایک ہو جانا ہے۔ اور ہاہوت میں بھول جانا ہے۔ یہاں بھی ناسوت اور ہاہوت ایک ہوتے۔ یعنی دونوں حالتوں میں لاشعوری کی کیفیت ہے۔ تیسری توجیہہ سنو، ہاہوت میں نہ ہونا یعنی نیستی ہے۔ لاہوت میں ہونا یعنی ہستی ہے۔ جبروت میں دکھانا، ملکوت میں سننا اور ناسوت میں نہ ہونا ہے۔ اس صورت میں بھی ناسوت اور ہاہوت کی حالت یکساں ہوئی۔ چوتھی توجیہہ سنو۔ ناسوت میں نیستی ہے، ملکوت میں ہستی ہے۔ جبروت میں گفتگی، لاہوت میں خبر اور ہاہوت میں بے خبری ہے۔ یہاں بھی ناسوت اور ہاہوت کی حالت یکساں ہوئی۔ پانچویں توجیہہ سنو۔ عالم ناسوت خواب کی طرح ہے۔ عالم ملکوت بیداری، عالم جبروت میں دوست کی معیت، عالم لاہوت میں خود دوست ہے اور عالم ہاہوت میں بے دوست ہے۔ یہاں بھی ناسوت اور ہاہوت کی حالت یکساں ہو گئی۔ غرضیکہ عارف ان چاروں مقامات پر چار مختلف صفات سے متصف ہوتا ہے اور صفت موصوف سے جدا نہیں۔

شرح: ان چاروں توجیہات میں حضرت شیخ نے یہ ثابت کیا ہے کہ ابتدائی منزل یعنی عالم ناسوت اور انتہائی منزل یعنی عالم ہاہوت میں سالک پر بے خبری اور لاشعوری کی کیفیت طاری ہوتی ہے۔ ابتدائی منزل میں جو بے خبری طاری ہوتی ہے وہ جہل کا نتیجہ ہوتی ہے۔ اور آخری منزل پر جو بے خبری طاری ہوتی ہے

Marfat.com

وہ معرفت کا نتیجہ ہے۔ اس بے خبری اور لاشعوری کو حیرت یا تحیّر کے نام سے بھی موسوم کیا جاتا ہے، جس کی دو قسمیں ہیں۔ حیرت محمود اور حیرت مذموم

حیرت مذموم عرفان سے پہلے کی حالت ہے جو مبتدی پر طاری ہوتی ہے۔ اور حیرت محمود عرفان کے بعد کی حالت ہے۔ جو عارفین پر طاری ہوتی ہے مثلاً تاج محل کو دو شخص دیکھتے ہیں۔ ایک عام گنوار، دوسرا انجینئر۔ اور اس کی خوبی کو دیکھکر دونوں حیرت زدہ ہوتے ہیں۔ لیکن گنوار کی حیرت جہل کی وجہ سے ہوتی ہے اور انجینئر کی حیرت علم کا نتیجہ ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ عارف پر کیوں حیرت طاری ہوتی ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ ذات باری تعالیٰ اسقدر بسیط، بے کنار، بے پایاں اور بے انتہا ہے کہ سالک جسقدر ذات کے مقامات طے کرے کنہہ تک نہیں پہنچ سکتا۔ اور ذات و صفات کے کمالات دیکھ کر ششدر رہ جاتا ہے۔ اس لئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا العجز عن درک الادراک ادراک۔ یعنی ذات باری تعالیٰ کے ادراک سے عجز کا اقرار کرنا ہی انسان کی آخری منزل ادراک ہے۔ اقرار عجز اس کی معرفت کی انتہا ہے

رموز ۱۴: اے عزیز! ہر وجود جو لام سے ظاہر کیا جائے اس کی حقیقت الف ہے اور مراد اس سے محمدؐ ہے۔ یہ ہیں حروف مقطعات کے ارشادات، سمجھا جس نے سمجھا۔

شرح:۔ لام، الف اور میم سے مراد لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہے۔ ہر چیز کا وجود لا، یعنی نیست ہے اور اس میں الف یعنی اللہ جلوہ گر ہے جس کا ظہور حقیقت محمدی کی صورت میں ہوا ہے۔ جو تعین اول یا تجلی اول ہے۔ یاد رہے کہ عارفین نے جو کلمہ طیبہ کے باطنی معنے کئے ہیں وہ یوں ہیں کہ لا الٰہ الا اللہ مبتدا ہے اور محمد رسول اللہ خبر ہے۔ بس اس سے زیادہ راز کی پردہ دری نہیں کی جاسکتی۔ کیونکہ حضرت شیخ نے بھی نہایت لطیف اشارہ میں گفتگو فرمائی ہے خواص خود بخود سمجھ جائیں گے۔

رموز ۱۵: جو شخص خدا تعالیٰ سے جدائی رکھتا ہے (یعنی واصل باللہ نہیں)،

Marfat.com

اس کے علم سے محروم ہے اور جو اس کے علم سے محروم ہے ۔ اس کے راز سے محروم ہے ۔ سالک کو جوان مرد ہونا چاہیئے ۔ جو نہ غیر ہو نہ عین ۔ تاکہ مجاہدات سے گریز نہ کرے ۔ شعر

ہجر تو مرا خوشتر از بودن وصلت   عجز تو مرا بہتر از بودن قدرت

(ہجر سے مجھے تیرا وصل زیادہ پسند ہے ۔ میرے لئے قادر ہونے سے عاجز ہونا زیادہ بہتر ہے) جس نے عاجزی کی قدر پہچانی ، اس نے قدرت سے روگردانی کی ۔ کیونکہ عاجزی کا جوہر وہ جوہر ہے جو نامرادی کی طرف لے جاتا ہے ۔ اور قدرت کا نشہ وہ نشہ ہے جو مراد کی طرف راہنمائی کرتا ہے ۔

شرح :۔ سالک کو نہ عین اور نہ غیر ہونے کا مطلب یہ ہے کہ بمقدارق صفات اللہ ہِیَ لا عینہ و لا غیرہ سالک نہ کل عین بن کر ہمیشہ کے لئے فنا فی اللہ میں مستغرق ہو جائے ۔ اور فرائض زندگی ادا نہ کرسکے اور نہ ہمیشہ کے لئے ہجر و فراق میں رہ کر قرب و وصال سے محروم ہو جائے ۔ بلکہ دونوں حالتوں میں رہے ۔ کبھی وصل میں کبھی فراق میں ۔ البتہ عارفین بلند مقام کو وصل سے ہجر میں زیادہ لطف آتا ہے ۔

من لذت درد تو بہ درماں نہ فروشم   کفرِ سرِ زلفِ تو بہ ایماں نفروشم

چنانچہ حضرتِ اقدس نے جو شعر نقل کیا ہے اس کا بھی یہی مطلب ہے کہ ایدوست مجھے تیرے وصال سے فراق زیادہ محبوب ہے اور فقر و درویشی کی بے کسی مجھے زیادہ محبوب ہے ۔ اور فقر و درویشی کی بے کسی مجھے وصال کے غنا اور بادشاہی سے زیادہ پسند ہے ۔ کیونکہ یہ مقامِ عبدیت ہے ۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصا ہے ۔ وصل یعنی فنا فی اللہ میں آدمی مغلوب الحال ہوتا ہے اور ہجر یعنی عبدیت میں جس کا دوسرا نام بقا باللہ ہے ۔ سالک غالب الحال ہوتا ہے جو مغلوبیت سے بہتر ہے ۔ عارفین کو فنا کی محویت اور استغراق سے عبدیت کی ہوشیاری اور انکساری زیادہ پسند ہے ۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کے لئے نیستی کے برابر کوئی تحفہ نہیں ۔

رموز ۱۶ ۔ یہاں خدا تعالیٰ کا غیر نہیں ہے ۔ اگر ایک لمحہ کے لئے آشنائی یعنی یگانگت

Marfat.com

اور وصل کا دم بھروں تو میں خود ختم ہوتا ہوں اور این و آں یعنی یہ وہ سب ختم ہو جاتا ہے۔ اس کی خدائی میں (یعنی واصل باللہ ہونے) میں آشنائی کا لمحہ دم بھرنے سے شرک بھی اُٹھ جاتا ہے اور میں اُس وقت تک راضی نہیں ہوتا جب تک یہ اور وہ نہ مٹ جائے۔ رباعی ؎

بہ ہر جائیکہ اخلاصیست جاں را
خوش آں وقتے غریباں جہاں را
چوں کشتن از خودی ہم موبمو زد
منتہائے ہم بدیدن عشق جاں را

شرح:۔ اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ مقام فنا فی اللہ میں وہ تاثیر ہے کہ دیر تک اس مقام پر رہنے سے آدمی کا تعین ختم ہو جاتا ہے اور قطرہ کی طرح ہمیشہ کے لئے دریا میں غرق ہو کر باقی دنیا کے لئے کسی کام کا نہیں رہتا۔ لیکن مقصود بالذات یہ مقام نہیں ہے بلکہ فنا کے استغراق سے نکل کر نزول کرنا اور اپنے تعین انسانی میں واپس آکر مناصب زندگی انجام دینا اور عبد بننا اسلام کی غرض و غایت ہے۔ یہاں حضرتِ اقدس نے جو رباعی نقل کی ہے اس میں کوئی طباعت کی غلطی معلوم ہوتی ہے جس کی وجہ سے صحیح ترجمہ نہیں ہو سکا۔

رموز ۱۷:۔ ہر سالک جو سیر الی اللہ کے ذریعے مقام فنا پر پہنچ کر واصل باللہ ہوتا ہے، اپنا گھر یعنی اپنا تعین اور تشخص گم کر بیٹھتا ہے۔ لیکن وہاں بھی یعنی مقام فنا میں بھی ہمیشہ کے لئے نہیں رہ سکتا۔ ورنہ وہ دنیا میں کسی کام کا نہیں رہتا ہے۔

مشرح:۔ مطلب یہ ہے کہ مقامِ فنا میں ہمیشہ نہیں رہنا چاہیئے۔ بلکہ بقا باللہ اور عبدیت کو اپنا نشیمن بنانا چاہیئے۔ ورنہ مقصد حیات فوت ہو جاتا ہے۔

رموز ۱۸:۔ جو شخص شرک رکھتا ہے یعنی اشیائے کائنات کو خدا تعالیٰ کا غیر جانتا ہے۔ وہ بھی لذتِ توحید سے محروم ہے۔ اور جو شخص شرک نہیں رکھتا وہ بھی لذتِ

Marfat.com

توحید سے محروم ہے۔

شرح :۔ مطلب یہ ہے کہ جس طرح صفات اللہ ہی لا عینہ و لا غیرہ کے مطابق نہ کائنات کو خدا تعالیٰ کا عین کہا جا سکتا ہے نہ غیر بلکہ عین بھی ہے اور غیر بھی۔ یعنی ایک لحاظ سے عین ہے، ایک لحاظ سے غیر۔ اسی طرح سالک کو چاہیئے کہ نہ ہر وقت عینیت کا دم مارے اور نہ غیریت بلکہ اس کی حالت فنا اور بقا، یا عروج و نزول میں بدلتی رہے۔ کبھی فنا فی اللہ کے مزے اُڑائے اور کبھی ہجر و فراق کی لذّت حاصل کرے۔

رموز ۱۹ :۔ اے عزیز کوئی شخص اپنے علم کی بدولت خدا تعالیٰ تک رسائی حاصل نہیں کر سکتا۔ اور جو شخص علم کے ذریعے رسائی حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے، کبھی انتہا کو نہیں پہنچتا۔

شرح ۔ عرفا نے کہا ہے کہ العلم حجاب الاکبر (علم سب سے بڑا حجاب ہے) کیونکہ علم حواس خمسہ سے حاصل ہوتا ہے جو محدود ہیں۔ لہٰذا ذات لا محدود کو نہیں پا سکتا۔ ذات لا محدود تک عشق کے ذریعے رسائی ہوتی ہے۔ نہ کہ عقل یا علم کے ذریعے۔

رموز ۲۰ :۔ جو محجوب ہے خدا سے دُور ہے۔ جو محجوب نہیں ہے فخر معنی (حقیقت) سے دُور ہے۔

شرح ۔ یہاں مقام عاشقی اور مقام محبوبی کا فرق بیان کیا گیا ہے۔ محبوب کو خدا تعالیٰ سے اس لئے دُور کہا گیا ہے کہ محبوب کی طرف خود خدا متوجہ ہوتا ہے عاشق کو اس لئے حقیقت سے دُور کہا گیا ہے کہ مقام محبوبیت ہی حقیقت ہے۔ حضرت غوث الاعظمؓ کے الہامات میں سے ایک الہام یہ ہے یا غوث الاعظم خیرُ الطَّالِبُ اَنَا وَ خیرُ المطلوب الانسان (اللہ تعالیٰ نے فرمایا بہترین طالب میں ہوں اور بہترین مطلوب انسان ہے)

رموز ۲۱ : ترجمہ و شرح :۔ جو شخص بے خدا ہے (یعنی جس کو معیت حق حاصل نہیں ہے)

Marfat.com

غافل ہے۔ نیز جب تک بے خدا نہیں ہوتا عارف نہیں ہوتا۔ یعنی جب تک فنا فی اللہ پر نہیں پہنچتا جہاں اسم اللہ کا اطلاق بھی نہیں ہو سکتا عارف نہیں ہوتا۔ اس قسم کے متضاد اقوال کہہ کر حضرتِ اقدس نے ظاہریت اور باطنیت کے فرق کو ظاہر کرنے کا طریقہ اختیار فرمایا ہے۔ جو بہت مؤثر ہے۔ اس قسم کے متضاد بیان کچھ دیر تک آگے آتے رہیں گے۔

رموز ۲۲:۔ جس نے نیست پر قدم مارا مشرک ہوا۔ جب تک نیست نہ ہوا عارف نہ ہوا۔

شرح: حقیقت یہ ہے کہ اشیاء عالم کا وجود نیست یعنی موہوم اور اعتباری ہے۔ اور حقیقی وجود ذات باری تعالیٰ کا ہے۔ لیکن جو شخص نیست پر ثابت قدم رہا یعنی جس نے موجوداتِ عالم کے موہوم وجود کو حقیقی وجود تصور کیا، وہ مشرک ہے۔ کیونکہ اللہ کے ساتھ کسی دوسری چیز کا وجود تسلیم کرنا شرک ہے۔ اس کے ساتھ جب تک سالک اپنے آپ کو نیست نہیں کرتا، یعنی جب تک اپنے آپ کو ذاتِ حق میں گم نہیں کرتا عارف نہیں ہو سکتا۔

رموز ۲۳:۔ جس کے لئے اثبات ثابت ہے وہ کافر ہے جب تک اثبات کو نہیں پہنچتا ایمان کی لذت سے محروم رہتا ہے۔

شرح:۔ کلمہ طیبہ میں دو کلمات ہیں۔ ایک لا الٰہ جسے نفی کہتے ہیں، دوسرا الا اللہ جسے اثبات کہتے ہیں۔ پہلے غیر کی نفی کرنی پڑتی ہے۔ پھر اللہ کا اثبات کرنا ہوتا ہے۔ قول بالا کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص اپنی موہوم ہستی کے اثبات پر قائم رہا کافر ہے۔ یعنی یہ حقیقت سے روگردانی ہے۔ اور جس نے ہر چیز کی نفی کر کے اللہ کے وجود کا اثبات کیا وہ حقیقت ایمان کو پہنچا۔

رموز ۲۴:۔ جو شخص خود کو جانتا ہے کافر ہے۔ جب تک خود کو خدا نہیں جانتا کفر سے باہر نہیں نکلتا۔

Marfat.com

شرح :۔ پہلی حالت کافر کی ہے جو خدائی کا دعویٰ کرتا ہے۔ دوسری حالت اس سالک کی ہے جو اپنی ہستی کو مٹا دیتا ہے۔ خود نہیں رہتا بلکہ خدا رہ جاتا ہے۔ جیسے نعرۂ انا الحق۔ یہ نعرہ منصور کا نعرہ نہیں تھا بلکہ خدا خود کہہ رہا تھا کہ "انا الحق" میں خدا ہوں۔

رموز ۲۵۔ جو شخص گمراہ ہے وہ منزل مقصود تک نہیں پہنچ سکتا اور جب تک گمراہ نہیں ہوتا منزل مقصود تک نہیں پہنچتا۔

شرح :۔ پہلے قول کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص صحیح راستے پر نہیں چلتا، بھٹکتا پھرتا ہے۔ دوسرے قول کا مطلب یہ ہے کہ جب تک اپنے آپ کو گم نہیں کرتا۔ منزل مقصود تک نہیں پہنچتا۔

رموز ۲۶۔ جس نے آشنائی کا دم مارا۔ وہ اغیار میں سے ہے جب تک اغیار نہیں بنتا یار نہیں بنتا۔

شرح :۔ جس نے خدا کی دوستی کا دعویٰ کیا وہ غیر ہے۔ کیونکہ دوست اور دوستی کا دعویٰ کرنے والے تو الگ وجود ہیں۔ اور ایک دوسرے کے غیر ہیں۔ لیکن دوستی قائم کرنے کے لئے پہلے غیر بننا پڑتا اور عاشق و معشوق کا سلسلہ قائم کرنا پڑتا ہے۔

رموز ۲۷۔ جو شخص حضوری رکھتا ہے مطلقاً دور ہے، جب تک دور نہیں ہوتا حضور نہیں ہوتا۔

شرح :۔ حضوری میں ہونا بھی دوئی ہے۔ اگرچہ قرب میں ہے پھر بھی دوئی موجود ہے۔ جب تک اپنے آپ کو دور نہیں کرتا حضور نہیں بنتا۔ یعنی مقام فنافی اللہ حاصل نہیں ہوتا۔

رموز ۲۸۔ جو خلق کو بے خالق دیکھتا ہے ناقص ہے۔ اگر با خلق دیکھتا ہے مشرک۔ جبتک عین نہیں دیکھتا محقق نہیں بنتا۔

شرح :۔ جو خلق کو دیکھتا ہے لیکن اس کے اندر خالق کو جلوہ گر نہیں دیکھتا، ناقص ہے۔ اور جب تک خلق اور خالق دونوں کو دیکھتا ہے مشرک ہے کیونکہ ایک سے زائد وجود کا قائل ہو گیا۔ لیکن محقق وہ ہے جو خلق کو عین خالق دیکھے

Marfat.com

اور دوئی مٹ جائے۔

رموز ۲۹۔ جو شخص خدا کو اپنے اندر جانتا ہے مشرک ہے۔ اگر اپنے سے باہر جانتا ہے تو مردود ہے۔

شرح:۔ خدا کو اپنے اندر جاننے سے حلول لازم آتا ہے یعنی خدا انسان کے اندر اتر آیا ہے۔ یہ عقیدہ اہلِ ہنود اور نصاریٰ کا ہے۔ جو کرشن۔ رام اور حضرت عیسیٰؑ کو خدا کا اوتار مانتے ہیں۔ دوسرے قول کا مطلب یہ ہے کہ خدا کو اپنے سے علیحدہ جاننا بھی گمراہی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ خود نہیں ہے خدا ہے۔

رموز ۳۰۔ جو شخص خدا کے ساتھ مشغول ہے، نفسانیت کی وجہ سے ہے جب تک نفانیت پر عمل نہیں کرتا اُسے بے ہودہ کہتے ہیں۔

شرح:۔ قولِ اول۔ خدا کے ساتھ مشغول ہونے میں دو وجود لازم آتے ہیں، ایک خدا۔ دوسرا انسان۔ قول دوم یہاں نفسانیت سے مراد اپنا فائدہ مدِنظر رکھنا ہے۔ یعنی جب تک نجات اور ہدایت مدِنظر نہ ہو، آدمی بے ہودہ کہلاتا ہے۔

رموز ۳۱۔ جو شخص اپنی مراد کا طالب ہے نامراد ہے۔ جب تک نامراد نہ ہو مراد کو نہیں پہنچتا۔

شرح:۔ قولِ اوّل: جو شخص اپنے فائدے کے لئے طالبِ خدا ہے اس کو مراد نہیں ملتی۔ یعنی اس کو خدا نہیں ملتا۔ کیونکہ یہ بھی نفس پرستی ہے۔ قول دوم: جو شخص بے مراد اور بے لوث ہو کر خالصۃً اللہ کی خاطر عبادت و ریاضت کرتا ہے، منزلِ مقصود یعنی خدا تک پہنچ جاتا ہے۔

رموز ۳۲۔ ایک شخص ہے جو ساری عمر خود شناسی میں صرف کرتا ہے۔ جب اُس نے خود کو پہچان لیا۔ اُس نے کچھ نہ پایا۔

شرح:۔ خود شناسی کے بعد معلوم ہوا کہ خود نہیں ہے بلکہ خدا ہے۔ چونکہ وہ نیست ہو گیا اس لئے کچھ نہ پایا۔

رموز ۳۳۔ طالب کئی سال حق تعالیٰ کی طلب میں رہا۔ جب اُس نے حق کو پہچان لیا تو اُس کا نام لینے کی طاقت نہ رہی۔

Marfat.com

شرح: نام کس طرح لے سکتا ہے کہ مرتبہ ذات ھوتیت میں نہ اس کا نام ہے نہ نشان۔ جامیؒ نے خوب کہا ہے۔ ؎

بخدا غیر خدا در دو جہاں چیزے نیست
بے نشان است کزو نام و نشان چیزے نیست

رموز ۳۴۔ ہم نے اپنے آپ کو ترک کیا کفر کا کام کیا۔ جب اپنی خودی میں آئے تو شرک کے مرتکب ہوئے۔ جب دونوں سے نکلے تو آرام پایا۔

شرح:۔ یہاں کفر سے مراد کفرِ حقیقی ہے جو مذموم نہیں محمود ہے۔ اس کفر کا مطلب یہ ہے کہ جب ہم اپنے آپ کو مٹا کر مقامِ فنا فی اللہ پہنچے تو عابد و معبود اور ساجد و مسجود کی قید سے آزاد ہو گئے۔ اور یہ شریعت میں کفر ہے۔ لیکن جب ہم عروج سے نزول کی طرف آئے۔ اور مقام دوئی اور کثرت میں واپس آئے تو طریقت کا شرک لازم آگیا۔ کیونکہ طریقت میں دوئی اور کثرت یعنی ایک سے زائد وجود تسلیم کرنا شرک ہے۔

رموز ۳۵۔ ہم نے جو کچھ دیکھا نابینا تھے۔ جب ہم بینا ہوئے تو کچھ نظر نہ آیا۔

شرح:۔ یعنی جب تک ظاہری آنکھوں سے دیکھتے رہے تو ذاتِ حق کو نہ دیکھا جو موجودِ حقیقی ہے۔ جب ہمیں باطنی نظر نصیب ہوئی تو کچھ نہ دیکھا یعنی تمام موجودات نظر سے ہٹ گئے۔ اور نہ ذاتِ حق نظر آئی۔ کیونکہ وہ بھی جسم اسم، شکل، صورت اور سمت اور چون و چگوں سے منزّہ اور پاک ہے۔

رموز ۳۶۔ ترجمہ و شرح:۔ اے جانِ من! میرا جو کچھ خیال تھا احوال نکلا۔ (احوال کے معنی ہیں بھینگا پن۔ جس میں ایک چیز کے دو نظر آتے ہیں) جب میرا وہم جاتا رہا میرا بھینگا پن درست ہو گیا اور مجھے وہی کچھ نظر آنے لگا، جو تھا۔

رموز ۳۷۔ جو شخص خدا کے ساتھ ہستی رکھتا ہے اگر گمنام ہے ہستی رکھتا ہے۔ جب تک سالک ہست نہیں ہوتا۔ ہستی سے ہست نہیں بنتا۔

شرح:۔ یعنی جو شخص اپنی موہوم اور عارضی ہستی کو مٹا کر مقامِ فنا میں پہنچ جاتا ہے۔ اور خدا کے ساتھ ہست ہو جاتا ہے وہ اگرچہ مٹ گیا ہے لیکن پھر بھی موجود ہے۔ (یعنی ذاتِ حق کے ساتھ) جب تک خدا کے ساتھ ہست نہ ہو اُس

Marfat.com

کی ہستی کالعدم ہے۔

رموز ۳۸ ۔ جانِ من! جو شخص خواب میں بیدار رہے بے یار رہے۔ جو یار رکھتا ہے اغیار رہے۔

شرح:۔ عام لوگوں کی زندگی خواب کی طرح ہے۔ جس میں آدمی خواہ کتنے دوست رکھتا ہو، بے دوست ہے۔ اور خواب میں نظر آنے والے سب دوست اس کے اغیار ہیں۔ حقیقی زندگی وہ ہے کہ دوست کو پالے۔

رموز ۳۹ ۔ ترجمہ و شرح: جو سالک اپنی خلوت گاہ میں مقام انا الحق تک نہیں پہنچا۔ اس کا اعتکاف یعنی گوشہ نشینی بے کار ہے۔ جب تک کہ وہ مازاغ البصر وما طغیٰ کے مقام پر نہ پہنچ جائے۔ یعنی اس کی بصیرت اسقدر تیز ہو کہ دوست کو دیکھ سکے۔

رموز ۴۰ ۔ اے عزیز! سنو۔ شرک کی تین قسمیں ہیں۔ شرکِ جلی، شرکِ خفی، شرکِ اخفیٰ۔ لا الٰہ شرک جلی ہے الّا اللّٰہ شرکِ خفی ہے۔ اور محمدؐ رسول اللّٰہ شرکِ اخفیٰ ہے۔

شرح:۔ شرکِ جلی سے مراد ظاہری شرک ہے۔ شرکِ خفی سے مراد لطیف اور پوشیدہ شرک ہے۔ شرکِ اخفیٰ سے مراد وہ شرک ہے جو بالکل مخفی ہوتا ہے اور محسوس نہ ہو۔ لا الٰہ اس لئے شرکِ جلی یا کھلا شرک ہے کہ غیر خدا کو معبود ماننا ہر شخص جانتا کہ شرک ہے۔ الّا اللّٰہ یعنی غیر کی نفی اور اللّٰہ کا اثبات۔ اس لئے غیر محسوس شرک ہے، کہ اللّٰہ جو درحقیقت بے نام و نشان اس کو اللّٰہ کے نام سے یاد کرنا بھی ایک قسم کا لطیف شرک ہے۔ محمدؐ رسول اللّٰہ اس لئے سب سے زیادہ مخفی اور غیر محسوس شرک ہے کہ وحی الٰہی اور قرآن عظیم کی سند لے کر آنحضرت صلی اللّٰہ علیہ وسلّم تشریف لائے ہیں۔ ان تمام سندات اور پیغمبری منصب کے پردوں کو ہٹا کر حقیقت محمدی کی برقع کشائی بے حد مشکل ہے۔ اس لئے اسے اخفیٰ یعنی پوشیدہ ترین شرک کا نام دیا ہے۔ حضرت شیخ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ شرک جلی، ناسوتی ہے، خفی شرک ملکوتی اور اخفیٰ شرک جبروتی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح عالم ناسوت (ظاہری دنیا) کثیف ہے۔ پہلی قسم کے شرک کا معلوم کرنا زیادہ مشکل ہے اور عالم جبروت اس سے بھی زیادہ لطیف ہے۔

Marfat.com

لہٰذا اس کا معلوم کرنا بے حد مشکل ہے۔ اس کی دوسری تشریح یہ ہے کہ شرکِ جلی یعنی ناسوتی اہلِ ناسوت پر لاگو ہوتا ہے شرکِ خفی ان پر لاگو ہوتا ہے جو عالمِ ملکوت میں سفر کر رہے ہیں۔ اور اخفیٰ اُن پر لازم آتا ہے جو مرتبہ جبروت میں ہوتے ہیں۔ لیکن جو حقیقی معنوں میں مومن یعنی کاملین ہیں۔ وہ لاہوت میں پہنچ کر ان تمام قسم کے شرکوں سے آزاد ہو جاتے ہیں۔

رموز ۴۱ دربیانِ بندگی ترجمہ و شرح: بندگی یہ ہے کہ اپنے تمام علائق سے آزاد ہو جائے۔ اور بندہ بننے کا مطلب یہ ہے کہ اپنے آپ سے آزاد ہو جائے۔ سالک کو نہ کسی کی قید میں ہونا چاہیئے، نہ اس کی قید میں کوئی چیز ہو۔ اسے مستغنی عن الناس ہونا چاہیئے۔ اور کسی سے کوئی چیز طلب نہیں کرنی چاہیئے۔ عیش و عشرت ترک کر دے۔ اور خواہشاتِ نفسانی پر قابو پالے۔ بندہ کو اپنی زندگی سے کام ہونا چاہیئے۔ اور کسی سے کوئی چیز طلب نہیں کرنی چاہیئے۔ اور کسی چیز سے سروکار نہیں رکھنا چاہیئے۔ جو تکلیف یا مصیبت پیش آئے۔ اسے گل و گلزار سمجھنا چاہیئے۔ اور ہر حال میں راضی برضا ہونا چاہیئے، درد و داغ، سوز و ساز اور آرام و مصیبت سے بالاتر ہونا چاہیئے تب جا کر اس کی بندگی راست آتی ہے۔ اور اس وقت آیہ یاایھا الذین آمنوا . . . صادق آتی ہے یعنی ہر چیز کو خواہ وہ تکلیف و مصیبت ہو نعمتِ الٰہی سمجھتا ہے۔

رموز ۴۲ عشق کے بیان میں ترجمہ و شرح: عشق یہ ہے کہ عاشق و معشوق کی حقیقت ایک ہے اور ظاہری وجود درمیان میں پردہ ہے۔ یعنی:

"عشق، عاشق و معشوق ایک چیز ہے
وہی معرفت، وہی عارف اور وہی معروف ہے"

المؤمن مراۃ المومن (مومن آئینہ ہے مومن کا) سے یہی مراد ہے۔ کہ خود کو خود ہی دیکھتا ہے۔ جب اس مقام پر پہنچتا ہے تو اس پر ھُوَاللّٰہُ الغنی . . . . کی حقیقت آشکارا ہو جاتی ہے۔ یعنی وجودِ حقیقیؔ وہی ہے اور تم سب فقیر یعنی اُسی وجودِ حقیقی کے عکوس ہو (عکوس جمع عکس)

Marfat.com

رموز ۴۳۔ موحد کے بیان میں۔ ترجمہ و شرح:۔ موحد وہ ہے جو بے نام و نشان ہو یعنی اپنی ہستی کو ہستی باری تعالیٰ میں گم کر کے ایک ہو جائے۔ اگرچہ بے نشان ہے پھر بھی اس کا نام موحد پڑ جاتا ہے۔ وہ ہمیشہ اَلْاٰنَ کَمَا کَانَ ہے۔ یہ اشارہ ہے اس حدیث پاک کی طرف جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کَانَ اللّٰہُ وَلَمْ یَکُنْ مَعَہٗ شَیْئًا۔ یعنی ایک وقت وہ تھا کہ اللہ کی ذات تھی باقی کچھ نہ تھا۔ جب حضرت جنید بغدادیؒ نے یہ حدیث دیکھی تو فرمایا۔ اَلْاٰنَ کَمَا کَانَ اب بھی اسی طرح ہے جیسے تھا یعنی اب بھی ذاتِ حق کے سوا کسی چیز کا وجود نہیں ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ انسانی وجود طفیلی ہے۔ نہ کہ حقیقی۔ شعر[1]۔ عارف مقام فنا میں نہ خدا کو دیکھتا ہے نہ خدا کا نام لیتا ہے۔ کیونکہ ذاتِ محض اسم، اشارہ، سمت وغیرہ تمام قیود سے بالاتر ہے۔ وہاں خدا کا نام بھی نہیں لیا جا سکتا۔ وہاں نہ وصل ہے نہ ہجر۔ کیونکہ وصل و ہجر کے لئے بھی دو ہستیوں کا ہونا ضروری ہے۔ لیکن یہاں دو کا نام تک نہیں۔ اس لئے حضرت نے فرمایا ہے۔ مَنْ عَرَفَ اللّٰہَ ..... جس نے اللہ کا عرفان حاصل کر لیا وہ اللہ کا نام بھی نہیں لے سکتا۔ کیونکہ اس مقام پر اس کا کوئی نام نہیں۔ محض ذاتِ منزہ از صفات ہے۔ نور ہی نور ہے اور وہ بھی نورِ بے رنگ یعنی نورِ سیاہ۔ جب سالک اس مقام پر پہنچتا ہے تو اس پر لِمَنِ الْمُلْکُ ... کی حقیقت ظاہر ہوتی ہے۔ یعنی ذاتِ احدیت کا غلبہ ہوتا ہے۔ باقی موجودات کا وجود ختم ہو جاتا ہے جس طرح آفتاب کے سامنے ستارے گم ہو جاتے ہیں۔

رموز ۴۴۔ نفس کے بیان میں۔ ترجمہ و شرح:۔ نفس کے معنی ہیں۔ ایک معنی کے لحاظ سے نفس کو خواہشاتِ نفسانی اور اوصافِ ذمیمہ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ مثلاً شرک، بغض، حسد، حرص، تکبر، خود نمائی وغیرہ۔ اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اُقْتُلُوْا اَنْفُسَکُمْ ...

---

[1] فارسی شعر یہ ہے:۔

نہ بیند خدا نہ گوید خدا ۔۔۔ نباشد وصالش نباشد خدا

Marfat.com

لسوف للمجاھدات والمجاھدات۔ اپنے نفس کو قتل کردو مجاہدہ بالنفس اور مخالفت بالنفس کی خاطر اور حق تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ مَنْ قَتَلَ نَفْسَہٗ فَاَنَا دِیَتُہٗ جس نے اپنے نفس کو قتل کیا اس کا خون بہا میں ہوں (یعنی اس کا انعام یہ ہے کہ وہ نہیں رہتا۔ غذا رہ جاتا ہے) جب اس مقام پر پہنچتا ہے تو وَاَمَّا مَنْ خَافَ رَبِّہٖ وَنَھَی النَّفْسَ عَنِ الْھَوٰی فَاِنَّ جَنَّۃَ ھِیَ الْمَاوٰی، کی حقیقت اس پر آشکارا ہو جاتی ہے (یعنی جس نے تزکیہ نفس کے ذریعے اپنی نفسانیت کا قلع قمع کرلیا۔ جنت اس کا مسکن ہے) (جنت سے مراد مرتبہ وصل یا مقام فنا ہے) نفس کے دوسرے معنی ہیں نفیس کے۔ یعنی نفیس کی پیداوار ہے۔ نفیس بمعنی لطیف یعنی ذاتِ حق۔ اور جو چیز نفیس سے پیدا ہو نفیس ہوتی ہے۔ جس طرح گندم سے گندم پیدا ہوتی ہے۔ اور نیشکر سے نیشکر اور آدمی سے آدمی اس لئے انسان چونکہ ذاتِ حق کی جلوہ گری ہے۔ اس لئے وہ بھی وہی جنس ہے۔ اسی وجہ سے کہا گیا ہے کہ مَنْ قَتَلَ نَفْسَہٗ فَھُوَ کَافِرٌ (جس نے اپنے نفس کو قتل کیا وہ کافر ہے)

شرح:۔ اس کے ایک ظاہری معنی ہیں ایک باطنی۔ ظاہری معنی یہ ہیں کہ کسی نفس کو قتل کرنے والا کافر اور گنہگار ہے۔ باطنی کے معنی یہ ہیں کہ جب آدمی اپنے نفس کی قید سے آزاد ہو جاتا ہے۔ تو عابد و معبود، ساجد و مسجود کا فرق مٹ جاتا ہے۔ اس لئے ایک لحاظ سے اُسے کافر کہا جا سکتا ہے۔ اگرچہ یہ کفر حقیقی ہے۔ محمود ہے۔ مذموم نہیں۔ جب سالک اس مقام پر پہنچتا ہے۔ تو اس پر وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰہُ اِلَّا بِالْحَقِّ کی حقیقت آشکارا ہو جاتی ہے۔

شرح: اس آیت کے بھی دو معنی ہیں۔ ایک ظاہری ایک باطنی۔ ظاہری معنی یہ ہیں کہ اُس شخص کو قتل نہ کرو جس کا قتل کرنا اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے۔ اِلَّا بِالْحَقِّ ہاں حق کی خاطر یعنی جہاد فی سبیل اللہ وغیرہ میں قتل کرنا جائز، بلکہ مستحسن ہے کیونکہ اس کا قرآن مجید میں حکم آیا ہے۔ باطنی معنی یہ ہیں کہ اگرچہ نفس کشی سے تجھے مرتبہ فنا فی اللہ حاصل ہو جائے لیکن اپنی خودی سے آزاد ہو کر ہمیشہ کے لئے اس مقام پر نہ رہ جاؤ۔ جیسا کہ عیسائی راہبوں اور ہندو اور

Marfat.com

بدھ جوگیوں کا طریقہ ہے۔ بلکہ مقام فنا سے نزول کر کے بقا باللہ اور عبدیت پر واپس آنا چاہیئے، اور فرائض زندگی مثلاً ہدایت خلق، جہاد وغیرہ انجام دینے چاہیئں۔ کیونکہ اسلام میں بلند ترین مقام فنا فی اللہ نہیں جہاں استغراق اور بیخودی اور مغلوب الحالی کا دَور دَورہ ہے۔ بلکہ عالم دوئی و کثرت میں واپس آ کر فرائض زندگی ادا کرنا مقصد حیات ہے۔ مطلب یہ کہ ہمیشہ کے لئے اپنے نفس کو ختم نہ کر دو۔

رموز ۴۵ قلب کے بیان میں۔ جاننا چاہیئے کہ قلب کے دو معنی ہیں ایک یہ کہ قلب کے لفظی معنی ہیں الٹ یا الٹا ہونا۔ اسی وجہ سے قلب جب تک قالب یعنی جسم کے اندر ہے اسیر ہے۔ کبھی غریب، کبھی قادر ہے کبھی عاجز، کبھی ذاکر ہے، کبھی غافل کبھی شاکر ہے کبھی کافر کبھی خیر ہے کبھی شر، کبھی جاہل ہے کبھی عالم، کبھی با ادب ہے کبھی بے ادب۔ اسی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے یالیت رب محمد لم یخلق محمد۔ کاش محمدؐ کا رب محمدؐ کو پیدا نہ کرتا۔ جب اس حقیقت کو پا لیا تو والقدر خیرہ و شرہ... کی حقیقت اس پر منکشف ہو جاتی ہے یعنی اس کو معلوم ہو جاتا ہے کہ سب چیز اللہ کے ہاتھ میں ہے۔

قلب کے دوسرے معنی ہیں قلب احدیت۔ یعنی مرتبہ لاتعین۔ جہاں نہ نام ہے نہ نشان، نہ اشارہ ہے نہ سمت۔ غرضیکہ تمام دروازے بند ہیں۔ اور لاشعوری کا عالم ہے۔ اسی وجہ سے جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دیدار کی خواہش کی تو جواب ملا کہ دیدار نہیں ہو سکتا۔ اس وجہ سے کہ رویت ذات محال ہے۔ وہاں نہ کوئی جوئیندہ ہے نہ بینندہ۔ سب وہاں پہنچ کر گم اور لاشئے ہو جاتے ہیں۔ القادر ھواللہ کے یہی معنی ہیں۔ یعنی اس کا غلبہ استقدر ہے کہ ہر چیز اس کے سامنے محو ہے۔ اس لئے حکم آیا ہے کہ لاتفکروا فی ذاتہ یعنی ذات میں غور و فکر نہ کرو۔ کیونکہ ذات غور و فکر سے بالاتر ہے۔ البتہ صفات میں غور کرنے کا حکم ہے۔ یہ چیز اسے مرتبہ احدیت اور لاتعین میں معلوم ہوتی ہے جہاں سب اضافتیں گم ہیں۔

Marfat.com

رموزِ ۴۶ روح کے بیان میں۔ جاننا چاہیئے کہ روح بھی بے چون وچگون ہے اور یہ صفات ذاتی ہیں۔ یہ بات دلائلِ عقلی (فلسفہ ومعقولات) اور علوم نقلی (قرآن وحدیث) سے ثابت ہے عقلی دلیل یہ ہے کہ تم روح میں جسقدر فکر کرو اس کی ماہیت معلوم نہیں ہوتی۔ نقلی دلیل یہ ہے کہ شراعیت میں بھی روح کو بے چون وچگون کہا گیا ہے۔ چنانچہ یہ صفات اس کے ذاتی ہیں۔ اور صفات عین ذات ہیں یہی وجہ ہے کہ حق تعالیٰ نے حضرت غوث الاعظم سیدنا عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ کو الہام فرمایا کہ جعلت الانسان مطیقی (میں نے انسان کو اپنی سواری بنایا ہے) اور یہ بات عوام الناس میں سے جو عقل رکھتا ہے۔ سمجھ سکتا ہے۔ اور اس سے فائدہ اٹھاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ قُلِ الرّوح من امر ربی۔ (اے پیغمبر کہہ دو کہ روح عالم امر کی چیز ہے) دوسری بات سنو۔ روح، قلب اور نفس تینوں اسم ذات ہیں۔ حضرت شیخ فریدالدین عطّار کے اس شعر کا مطلب یہی ہے۔ ؎

نفس ور وح عقل ودل جملہ یکے است
من ندانم تاکرا ایں جا شکیست

(لطائفِ نفس، روح وعقل اور دل تمام ایک چیز ہے۔ اور اس میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہے) اور نظام الدینؒ کی اس رباعی کا بھی یہی مطلب ہے۔ ؎

اے عالم نادانی چندیں بچہ مے خوانی
عملے کہ مفید است آں را نہ کہ میدانی
سر موئے مسرت برفی در علم نحو وصرفی
یک حرف نخواندی تو از اں علم ربّانی

(اے نادان عالم اسقدر علم تو کس لئے پڑھ رہا ہے۔ جو علم مفید ہے اس کا تجھے علم نہیں ہے۔ علم صرف ونحو پڑھ پڑھ کر تیرا سر سفید ہو گیا۔ لیکن علم ربانی کا ایک حرف نہیں پڑھا۔)

شرح:۔ حضرت شیخ کا مطلب یہ ہے کہ ذاتِ حق کی طرح روحِ انسانی بھی بے چون وچگون ہے۔ یعنی لامحدود اور عقل وفہم سے بالاتر ہے۔ اور یہ بات عقلی ونقلی دلائل

Marfat.com

سے ثابت ہے۔ عقلی دلیل یہ ہے کہ روح کا سمجھنا عقل سے بالاتر ہے۔ اور نقل یعنی شرعی دلیل یہ ہے کہ قرآن حکیم میں روح من امرِ ربی کہا گیا ہے۔ عام لوگ امر ربی سے حق تعالیٰ کا حکم مراد لیتے ہیں جو صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ اللہ کے حکم سے تو تمام کائنات وجود میں آئی ہے روح کی کیا تخصیص ہے۔ امرِ ربی سے مراد عالم قدس یعنی ذات وصفات باری تعالیٰ کا جہان ہے۔ عالم دو اقسام پر ہے۔ عالم خلق یعنی یہ کائنات اور عالم امر یعنی ذات وصفاتِ حق تعالیٰ کا عالم۔ آگے حضرت شیخ حضرت فریدالدین عطارؒ کے شعر کا حوالہ دیتے ہیں۔ جس میں کہا گیا ہے کہ انسان کے اندر یہ جو لطائفِ ستہ یعنی (۱) لطیفہ نفس جس کا مقام ناف ہے۔ لطیفہ قلب۲ جس کا مقام بایاں پہلو ہے۔ لطیفہٗ روح جس کا مقام دایاں پہلو ہے۔ لطیفہٗ سر جس کا مقام قلب اور روح کے وسط میں ہے۔ لطیفہ خفی جس کا مقام وسط پیشانی میں ہے۔ اور لطیفہٗ اخفیٰ جس کا مقام ام الدماغ یعنی سر کو چوٹی میں ہے یہ سب یہ بھی ذات باری تعالیٰ کے مختلف نام ہیں۔ حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی نے بھی انفاس العارفین میں فرمایا ہے کہ تمام لطائف ستہ روح کے نام ہیں۔ بلحاظ اس کی مختلف صفات کے۔ نیز قرآن حکیم میں آیا ہے کہ فنفخت فیہ من الروحی (ہم نے انسان میں اپنی رُوح پھونکی) اس کا مطلب بھی یہی ہے کہ روح انسانی عالم قدس یعنی ذات وصفاتِ حق سے ہے۔

:::::: اس کے بعد حضرت شیخ محکم الدین سیرانی قدس لکھتے ہیں کہ اَلعَارِفُ ھُوَالَّذِی لا یعرف اللہ (عارف وہ ہے جو اللہ کو نہیں پہچانتا) جب سالک اس مقام پر پہنچتا ہے تو اس پر اِنَّ اللہ خلق آدم علیٰ صورتہٖ (اللہ تعالیٰ نے آدم اپنی صورت پر پیدا کیا) کی حقیقت اس پر واضح ہو جاتی ہے۔

شرح:۔ عارف وہ ہے جو اللہ کو نہیں پہچانتا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ چونکہ ذات باری تعالیٰ کی کوئی حد اور انتہا نہیں ہے۔ ہر عارف کا آخری مقام ذاتِ حق میں تحیّر ہے۔ تحیّر یعنی حیرت کی دو قسمیں ہیں۔ حیرتِ مذمومہ اور حیرتِ محمودہ۔ حیرتِ مذمومہ جہل کا نتیجہ ہے۔ اور حیرتِ محمودہ معرفت کا نتیجہ ہے۔ تاج محل کو دیکھ کر ایک گنوار اور انجینئر دونوں حیرت زدہ ہوتے ہیں۔ گنوار کی حیرت کو حیرتِ مذمومہ اور انجینئر کی حیرت کو حیرتِ محمودہ کہا جاتا ہے۔ امام غزالی کیمیائے سعادت کے شروع میں لکھتے ہیں۔

Marfat.com

کہ انبیاء اور اولیاء کا آخری مقام ذاتِ حق میں حیران و ششدر رہ جاتا ہے۔ حضرت پیرانی بادشاہ فرماتے ہیں کہ جب سالک اس مقام پر پہنچتا ہے تو اس پر حدیث ان اللہ خلق آدم علیٰ صورتہ کی حقیقت واضح ہو جاتی ہے۔ یعنی اس کو اس بات کی معرفت ہو جاتی ہے کہ روح انسانی عالم قدس کی چیز ہے۔ اور ذاتِ حق کی طرح بے چون و چگون ہے۔

رموز ۴۷ دربیان بہشت:- جاننا چاہیئے کہ بہشت سے مراد یگانگی ہے، اس وجہ سے کہ بیگانگی سے باہر ہے۔ بہشت میں ہر یگانگی ہی کی بات ہے یعنی ایک دیکھنا، ایک جاننا، ایک سننا۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت شیخ جنید بغدادی نے فرمایا ہے لیس فی جنتی سوی اللہ (جنت میں اللہ کے سوا کچھ نہیں) نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا ہے۔ الجنۃ حوراً ولا قصوراً ولا لبنٌ ولا عسلٌ تجلی ربی مناحکاً۔ (جنت میں نہ حور ہے نہ قصور نہ دودھ اور نہ شہد بلکہ ذات باری تعالیٰ کی تجلیات کے انوار ہی انوار ہیں) جو شخص اس مقام پر پہنچ جاتا ہے (یعنی: دنیوی زندگی میں) اس کے لئے دائمی بہشت ہے۔ اب آپ خود سوچ سکتے ہیں جب اس دنیا میں وہ بہشت میں ہے تو آخرت میں کہاں ہوگا۔ جب سالک کی سیر اس مقام تک پہنچ جاتی ہے۔ تو وہ ہمیشہ ان لذات سے بہرہ ور رہتا ہے اور مسرور ہوتا ہے جو اس آیت میں بیان کی گئی ہیں۔ ان الذین آمنوا وعملوا الصلحت لھم جنٰت تجری من تحتہا الانہار ذالک الفوز الکبیر۔ (وہ لوگ جو ایمان لاتے ہیں اور نیک عمل کرتے ہیں ان کے لئے بہشت ہے جس کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ اور یہ بہت بڑا انعام ہے

تشریح:- اس ملفوظہ کا یہ مطلب ہے کہ جب سالک اس دنیا میں ریاضت و مجاہدہ کے ذریعے اپنے فنائے نفس کے بعد ذاتِ حق میں فانی ہو جاتا ہے تو وہ بہشت میں پہنچ جاتا ہے۔ کیونکہ بہشت سے مراد بھی یہی ہے۔ کہ اس میں ذاتِ حق کے سوا کچھ نہیں۔ حور و قصور، باغ اور دودھ اور شہد و شراب کی نہروں سے مراد ذاتِ حق کی مختلف تجلیات و انوار ہیں۔

Marfat.com

تفسیر عرائس البیان[1] میں بھی اس آیت کے یہی معنی لیئے گئے ہیں۔ لیکن وہاں اُنہار کی جو تشریح کی گئی ہے بہت طویل ہے جو ملاحظہ کی جا سکتی ہے۔

رموز ۴۸ در بیان دوزخ:۔ دوزخ مقام بیگانگی ہے۔ اس وجہ سے کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ انی بریٔ مما تشرکون (میں بیزار ہوں اس سے کہ شرک کرتے ہیں) جو شخص تکبر کرتا ہے وہ دائمی دوزخ میں ہے۔ اب آپ خود سوچ سکتے ہیں کہ جو شخص اس دُنیا میں دائمی دوزخ میں ہے۔ وہ آخرت میں کہاں ہوگا۔ وہ ہمیشہ بیگانگی کی سیاہ آگ میں (فراق) میں جلتا رہے گا۔ کیونکہ آگ کے مسکن میں بیگانگی (فراق) سے نکل کر ہرگز وہ یگانگی یعنی وصل میں نہیں آ سکتا۔ آتش دوزخ کو سیاہ کہا گیا ہے۔ سیاہ اس وجہ سے کہ اس میں ہجر و فراق ہے۔ پس معلوم ہوا کہ بہشت سے مراد یگانگی یعنی وصل ہے۔ اور دوزخ سے مراد بیگانگی یعنی ہجر و فراق ہے۔ حق تعالیٰ فرماتا ہے والذین کفروا اولیاءھم الطاغوت یخرجونھم من ... فیھا خالدون۔ جو لوگ کافر ہیں وہ شیطان کے دوست ہیں جو انکو نور سے اندھیرے میں لے جاتا ہے۔ وہ اصحاب دوزخ ہیں جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے) پس تم وصل کو بہشت سمجھو اور فراق کو دوزخ ؎

چوں نشوی واقف زہر دو ہر دو را از خود بدان

(ان دونوں کی حقیقت کو تم کیوں معلوم نہیں کرتے۔ یہ دونوں تیرے اعمال کا نتیجہ ہیں۔ یعنی بہشت اور دوزخ دونوں تیرے اعمال کی وجہ سے تجھے نصیب ہوتے ہیں) یہی وجہ ہے کہ بزرگوں نے فرمایا ہے کہ "کردہ خویش برخویش است" (یعنی تیرے ہاتھوں کا کیا ہوا تجھے ملتا ہے) جب یہ معلوم ہو گیا تو اس آیت کے معنی تجھے خود بخود معلوم ہو جائیں گے۔ لا تلقوا بایدیکم الی التھلکۃ (اپنے آپ کو ہلاکت میں مت ڈالو)

رموز ۴۹ در بیان قیامت:۔ قیامت کے اصطلاحی معنی ہیں کھڑا ہونا۔ اور

---

[1] تفسیر عرائس البیان حضرت شیخ روزبہان بقلی شیرازیؒ کی تالیف ہے۔ جس میں ہر آیت کے باطنی معانی بیان کیئے گئے ہیں۔ اس تفسیر کا ہمارے ہاں ترجمہ اردو ہو رہا ہے۔ اور عنقریب پہلا پارہ شائع ہو جائے گا۔

Marfat.com

کہ لو کَانَ رَبُّکَ لِلْمُذَ کّرِ مَذْکُوْرٌ فَھُوَ مَذْکُوْرٌ (جب کوئی اللہ کو یاد کرتا ہے۔ تو خود مذکور ہو جاتا ہے یعنی اللہ اس کا ذکر کرتا ہے) پس مذکور ہُوا کہ یاد کرنے کا مطلب یاد میں آنا ہے (یعنی اللہ تعالیٰ کی یاد میں آنا) جس طرح کوئی کہے کہ دستار در کردن (پگڑی باندھنا) کی بجائے دستار در گردن (پگڑی گردن میں ڈال کر بندہ بن جانا۔ اور بیگانگی (فراق) سے بچ جانا۔ جب یہ حقیقت معلوم ہو گئی تو پھر وَاذْکُرْ رَّبَّکَ اِذَا نَسِیْتَ (اللہ کو یاد کرو جب بھول ہو جائے) اس پر منکشف ہو جاتا ہے (یعنی جب تو محجوب ہو جائے اللہ کے ذکر سے حجاب دُور ہو جائے گا۔)

رموز ۵۴ دربیان فکر:۔ یاد رہے کہ فکر کا مطلب ہے یافتن۔ یا دریافتن ہے۔ (جس کا مطلب ہے حاصل کرنا) یا دُریافتن (یعنی دریا سے گوہر نکالنا) یہاں گوہر سے مراد گوہر وجود ہے جب سالک دریائے موجودات میں غوطہ لگاتا ہے تو خود کو پاتا ہے۔

رباعی

عجب دریائے کہ دُر دُر است پنہاں
عجب دُرے کہ بے دریا نباشد
گر تو مے شوی واقف ز دریا
کہ دریا در محبت دُر بادریا

(یہ عجیب دریا ہے جو دُر یعنی موتی کے اندر چھپا ہے۔ جیسا کہ اُوپر گذر چکا۔ دریا سے مراد کائنات ہے۔ اور دُر سے مراد جو خلاصہ کائنات یا کائنات صغیر کہلاتا ہے۔ چونکہ انسان کامل ذاتِ حق میں فانی ہوتا ہے اور چونکہ ذات کائنات پر محیط ہے۔ اس لئے انسان کامل یعنی دُر کے اندر دریا سمویا ہوا ہے۔ دوسرے شعر کا مطلب یہ ہے کہ اگر تو دریا کی حقیقت سے واقف ہو جائے یعنی حقیقت اشیائے عالم تجھ پر منکشف ہو جائے تو معلوم ہو جائے گا کہ دُر دریا کے اندر ہے۔) اور دریا دُر کے اندر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حدیث میں آیا ہے کہ اَلْاِنْسَانُ سِرِّیْ وَاَنَا سِرُّہٗ (انسان میرا راز ہے۔ اور میں اس کا راز ہوں) جب سالک اس مقام پر پہنچتا ہے تو اتّخذوا اِلٰھَیْنَ (دو معبود

Marfat.com

لازم پکڑلو) کی حقیقت اس پر آشکارا ہو جاتی ہے۔

رموز ۵۵ دربیانِ تلاوتِ قرآن:۔ یاد رہے کہ اللہ کے کلام کی تلاوت سنت ہے۔ اور اس کا حاصل کرنا فرض ہے۔ اب حاصل کرنے کا کیا مطلب ہے۔ اس کا مطلب ہے مظہر میں غور کرنا۔ چونکہ قرآن حق تعالیٰ کی صفتِ کلام کا مظہر ہے مظہر پر غور کرنے سے آدمی مُظہر یعنی ظاہر کرنے والے تک پہنچ سکتا ہے) عبارت سے گذر کر اشارت تک پہنچنا چاہیئے فقط قرآن کا پڑھنا عبارت ہے اور جو عبارت اشارت سے خالی ہے بیکار ہے۔ اسی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اَلْحَافِظُ کَالْاَعْمٰی (حافظ قرآن نابینا کی طرح ہے) (یعنی معنی سے غافل ہے) اور جس جگہ اشارت (یعنی باطنی معانی معلوم ہوں) وہاں بشارت ہے اور جہاں بشارت ہے۔ وہاں حضوری ہے یعنی سامنے دیکھ رہا ہے۔ اس وجہ سے قاسم انوار میں آیا ہے۔ کہ بیت:۔

ہمہ جا از ہمہ کس روئے تو در جلوہ گری است
مصحف روئے تو از ہمہ کس ہمہ روئے مے خوانم

(ہر جگہ اور ہر چیز میں تیری جلوہ گری ہے اور تیرے حسن و جمال کا ہر چیز میں مشاہدہ کر رہا ہوں) یہی وجہ ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قرآن کی تلاوت افضل ترین عبادت ہے۔ جب یہ بات سمجھ میں آ گئی تو اِقْرَاْ وَرَبُّکَ الْاَکْرَمُ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ کی حقیقت آشکارا ہو جائے گی۔

رموز ۵۶:۔ اے عزیز کلام اللہ کی بنا تئیس حرفوں پر ہے۔ جس کی ابتدا الف ہے اور انتہا یا (ی)، یعنی "اَیٌّ" جس کا مطلب "کیا چیز"۔ یعنی تو کیا چیز ہے۔ کہاں سے آیا ہے کون ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اپنے اندر دیکھ کر معلوم کر۔ ایک اور دس بھی تو ہے، بلکہ اس سے گذر جا۔ اور سب سے گذر جا، تاکہ تجھے ھُوْ نظر آئے۔

رموز ۵۷ دربیانِ علم:۔ علم کے معنی ہیں جاننا۔ یعنی خود کو مطلق جاننا۔ چنانچہ ایک بزرگ نے فرمایا ہے

آں شاہِ لاہوتی در کسوتِ انسان است
انسان ہمہ شخص است انسان نظرے کن

Marfat.com

(وہ ذات مطلق انسان کے بھیس میں ہے۔ انسان وہی ہے وہی ہے غور سے دیکھ)
اسی وجہ سے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے۔ کہ نَوْمُ الْعَالِمِ اَفْضَلُ مِنْ
عِبَادَةِ الْجَاهِلِ۔ (عالم کی نیند یعنی عارف کی نیند جاہل کی عبادت سے افضل ہے)
جو شخص یہ علم حاصل کر لیتا ہے اُسے اَعْلَمُ الْعُلَمَاءِ کہا جاتا ہے۔ اَلْعِلْمُ نُقْطَةٌ[1]
كَثَّرَهَا الْجُهَّالُ (علم ایک نقطہ ہے لیکن جہلاء نے اسے وسیع کر دیا ہے۔) یہ اسی علم
یعنی عارف کی شان ہے جس کا کمال یہ ہے کہ جس کا علم ذات مطلق کا علم ہے اور
باقی سب سے روگردانی۔ حضرت غوث الاعظم سیدنا عبدالقادر جیلانی رحؒ نے حضرت
حق تعالیٰ سے دریافت کیا کہ یَا رَبِّ مَا عِلْمُ الْعِلْمِ (علم کا علم کیا ہے) جواب
ملا کہ یا غوث الاعظم عِلْمُ الْعِلْمِ هُوَ الْجَهْلُ عَنِ الْعِلْمِ[1] (اے غوث الاعظم علم العلم
سے مراد علم سے جہل ہے) جب یہ بات سمجھ میں آگئی تو هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ
اِلَّا هُوَ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ۔ (اللہ ہی ہے جس کے سوا کچھ نہیں اور جو علم
ہے غیب کا اور حاضر کا) کی حقیقت اس پر آشکارا ہو جاتی ہے۔

رموز ۵۸ در بیان حلم :- حلم سے مراد حلیم ہونا ہے۔ یعنی جس طرح پانی میں پانی۔
اگر کچھ پانی گرم کر کے سرد پانی میں ڈالا جائے تو نہ گرم پانی سرد سے علیحدہ ہوتا
ہے نہ سرد پانی گرم سے دُور ہوتا ہے۔ دوسری بات سنو! دریا میں ہزاروں
ندی نالے آ کر گرتے ہیں۔ کوئی پاک ہوتا ہے کوئی ناپاک۔ لیکن دریا کو اس سے
کوئی سروکار نہیں ہوتا (سب کو قبول کر لیتا ہے) اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ دریا بن
چکا ہے۔ چنانچہ جو شخص دریا بن جاتا ہے۔ اُس پر هُوَ الْاَوَّلُ هُوَ الْاٰخِرُ هُوَ
الظَّاهِرُ هُوَ الْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ[2] (اوّل وہی ہے، آخر وہی ہے، ظاہر وہی
ہے باطن وہی ہے) کی حقیقت کھل جاتی ہے۔

---

[1] حضرت غوث الاعظم سیدنا محی الدین عبدالقادر جیلانی رحؒ قدس سرہ کے الہامات کا مجموعہ چھپ چکا ہے
یہ الہام اس کتاب میں سے نقل کیا گیا ہے الہامات غوث الاعظم حقائق و معارف سے لبریز ہیں۔ یہ کتاب حال
میں مکتبہ الکتاب لاہور گنج بخش روڈ لاہور میں شائع ہوئی۔ [2] حدیث شریف میں اس آیت کی یوں تشریح آئی ہے
وہ اوّل ہے اور اس سے پہلے کوئی چیز نہیں وہ آخر ہے اور اس کے بعد کوئی چیز نہیں۔ وہ ظاہر ہے اور اس سے
اوپر کوئی چیز نہیں۔ وہ باطن ہے اور اس کے سوا کوئی چیز نہیں۔ اس حدیث پاک سے بھی مسئلہ وحدت الوجود ثابت ہوتا ہے۔

Marfat.com

رموز نمبر ۵۹ دربیانِ خلق و خالق :۔ یاد رہے کہ خلق کا وجود خالق سے ہے جس طرح موج دریا سے اور دونوں کی حقیقت پانی ہے (یعنی خلق اور خالق کی حقیقت ایک ہے) یہی وجہ ہے کہ کہا گیا ہے۔ اَلتَّعْظِیْمُ لِاَمْرِ اللّٰہِ (اللہ کے حکم یعنی مخلوق کی تعظیم لازمی ہے) جس نے اس حقیقت کو سمجھ لیا۔ اُسے تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ (اللہ کی صفات سے موصوف ہو جاؤ) کی حقیقت معلوم ہو جائے گی۔

شرح :۔ یعنی اللہ تعالیٰ ذات و صفات میں گم ہو کر ایک ہو جاؤ تاکہ خالق و مخلوق کا تفرقہ مٹ جائے۔ جس طرح موجِ دریا کے مٹ جانے سے دریا ہی دریا رہ جاتا ہے۔

رموز نمبر ۶۰ دربیانِ عزلت یعنی گوشہ نشینی :۔

عزلت از خلق یعنی خلق سے روگردانی کا مطلب یہ نہیں کہ خلق سے دُور بھاگ جاؤ۔ اس وجہ سے کہ تمام انبیاء اور اولیاء خلق کے اندر رہے ہیں۔ لیکن خلق میں مشغول نہیں نہ جاؤ۔ (بلکہ حق میں مشغول رہو۔ باہمہ بے ہمہ سے یہی مراد ہے) یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یَا اَحْمَدُ آدَمُ عَلٰی ذِکْرِہٖ۔ (اے احمد مجتبیٰ آدم ہمیشہ اللہ کے ذکر پر قائم تھا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا۔ یا رب آدم کس طرح ذکر پر قائم تھا۔ جواب ملا کہ اِتْرُکْ مِنَ النَّاسِ (لوگوں سے کنارہ کشی کر) جس نے یہ بات مجھ لی اسے اس حقیقت سے آگاہی ہو جائے گی کہ اَنَا الْمَوْجُوْدُ فَاطْلُبْنِیْ تَجِدْنِیْ وَاِنْ تَطْلُبْ سِوَائِیْ لَمْ تَجِدْنِیْ (موجودِ حقیقی میں ہوں۔ جس نے مجھے طلب کیا پایا۔ جس نے میرے سوا کسی چیز کو طلب کیا، اس نے مجھے نہ پایا۔)

رموز نمبر ۶۱ دربیانِ خاموشی :۔ خاموشی یہ ہے کہ کوئی بھانس بیے فائدہ نہ لیا جائے۔ اور اپنے آپ کو درمیان میں سے خارج کر لینا چاہیئے۔ یعنی خود کچھ نہ کہے۔ بلکہ اسی سے یعنی حق تعالیٰ کی طرف سے بات کرے۔ اسی وجہ سے کسی بزرگ نے فرمایا ہے کہ مَنْ سَکَتَ سَلِمَ وَمَنْ سَلِمَ نَجَا (جس نے خاموشی اختیار کی، سلامت رہا اور جو سلامت رہا اُس نے نجات پائی) جس نے اس پر عمل کیا، خزانۂ حق سے گوہر یاب ہوا۔ اُس وقت اس پر اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْئٍ عَلِیْمٌ (اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جاننے والا ہے۔) کی حقیقت کھلتی ہے۔

Marfat.com

رموز ۶۲ دربیان قناعت:۔ قناعت یہ ہے کہ بے وجود ہو کر بیٹھے۔ (یعنی مقامِ فنا حاصل کرے۔) کیونکہ جو شخص با وجود رہا، بے مراد رہا۔ وجود ایک بہانہ ہے۔ جو کچھ ہے وہی ہے، یعنی حق تعالیٰ ہے۔ وہی تھا، وہی ہے اور وہی ہوگا۔ کسی نے خوب کہا۔ اَلْقِنَاعَۃُ کَنْزُ الْغِنٰی (قناعت غنی کا خزانہ ہے) جس نے یہ بات سمجھ لی، اس پر اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْمُتَّقِیْنَ (اللہ متقی لوگوں سے محبت کرتا ہے) کی حقیقت واضح ہوگئی۔

رموز ۶۳ دربیان حجرہ نشین:۔ یاد رہے کہ حجرہ نشین ہونے کا مطلب یہ ہے، کہ اپنے آپ سے ہجرت کرے۔ نہ کہ غیر سے علیحدہ ہو کر اپنے آپ کو چار دیواری میں قید کر دے۔ حضرت نے فرمایا ہے کہ من احلس فی اربعین مع غیرک کا الصید فی القفس (جو کوئی خلوت میں بیٹھ کر بھی غیر حق کے ساتھ مشغول رہا، وہ اس پرندے کی طرح ہے جو پنجرے میں قید ہوا) جس نے یہ بات سمجھ لی۔ اس پر نَفَخْتُ فِیْہِ مِنْ رُّوْحِیْ (میں نے اپنی روح آدم میں پھونکی) کی حقیقت اس پر ظاہر ہوئی۔

رموز ۶۴ دربیان تسبیح:۔ ظاہری تسبیح یہ ہے کہ اسم اللہ اللہ کہہ کر دانے گھمائے اور حقیقی تسبیح یہ ہے کہ ہر چیز میں اللہ دیکھے۔ کسی نے خوب کہا ہے ؎

بچشمانِ دل مبیں جز دوست ۔۔۔ ہر چہ بینی بدانکہ مظہر اوست

(اپنے دل کی آنکھوں سے دوست کے سوا کسی چیز کو نہ دیکھو۔ جو چیز دیکھو دوست کا مظہر[1] سمجھو) یہی وجہ ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا ہے۔ مَنْ تَعَلَّمَ حَرْفًا فَھُوَ مَوْلَاہٗ۔ (جس نے ایک حرف پڑھایا وہ استاد ہے) جس نے یہ بات سمجھ لی۔ اس پر اَفَلَا یَنْظُرُوْنَ اِلَی الْاِبِلِ کَیْفَ خُلِقَتْ وَاِلَی السَّمَآءِ کَیْفَ رُفِعَتْ وَاِلَی الْجِبَالِ کَیْفَ نُصِبَتْ وَاِلَی الْاَرْضِ کَیْفَ سُطِحَتْ فَذَکِّرْ اِنَّمَا اَنْتَ مُذَکِّرٌ (کیا وہ اونٹ کو نہیں دیکھتے کہ کیسے پیدا ہوا ہے۔ آسمان کو نہیں دیکھتے کہ کیسے بلند ہوا۔ پہاڑوں کو نہیں دیکھتے۔ کیسے نصب ہوئے۔ زمین کو دیکھو کیسے بچھائی گئی۔ پس اللہ کا ذکر کرو، بیشک تم ذاکر ہو) کی حقیقت واضح ہو جائے گی۔

---

[1] مظہر بمعنی جائے ظہور۔

Marfat.com

رموز ۶۵ دربیان مراقبہ :- مراقبہ سے مراد ہے قریب ہونا نہ کہ سر زانوں میں دے کر یہ خیال کرنا وہ خیال کرنا۔ حدیث پاک میں تَقَرَّبَ اِلَیَّ شِبْراً تَقَرَّبْتُ اِلَیْہِ ذِرَاعاً۔ (خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو شخص میری طرف ایک بالشت آگے بڑھتا ہے میں اس کی طرف ایک ہاتھ بڑھتا ہوں) جب اس مقام تک رسائی حاصل ہوتی ہے تو لِیْ مَعَ اللّٰہِ وَقْتٌ لَا یَسْتَعْنِیْ فِیْہِ مَلَکٌ مُقَرَّبٌ وَلَا نَبِیٌ مُرْسَلٌ (مجھے اللہ تعالیٰ کے ساتھ وہ قرب ہوتا ہے کہ جہاں کسی مقرب فرشتے اور نبی مرسل کی رسائی نہیں ہو سکتی) کی حقیقت اس پر آشکارا ہو جاتی ہے۔

رموز ۶۶ دربیان مجاہدہ :- مجاہدہ کا مطلب ہے جہد کرنا۔ یعنی جہاد کرنا اپنے نفس کے ساتھ۔ جہاد کا مقصد یہ ہے کہ خواہشاتِ نفس کی پیروی نہ کرے۔ اگر نفس کی پیروی کرتا ہے تو یہ نفس کی مخالفت نہیں موافقت ہے اور اب تک دوئی باقی ہے۔ الاختیار شوم (اختیار نحوست ہے) جب سالک اس مقام پر پہنچتا ہے مَا صَنَعَ اللّٰہُ فَھُوَ خَیْرٌ (جو کچھ اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا ہے اس میں بھلائی ہے) کے معنی سمجھ میں آجاتے ہیں۔

شرح :- یعنی اللہ تعالیٰ کا اختیار تسلیم کرتا ہے اور اپنے تصرف کا انکار کرتا ہے۔

رموز ۶۷ دربیان مشاہدہ :- مشاہدہ کا مطلب ہے روبرو ہونا۔ بلکہ آدمی خود درمیان میں بہانہ ہے۔ اصل ہی عین وہی (ذات حق) ہے وَجَدْتُ رَبِّیْ بِرَبِّیْ (میں نے اپنے رب کو اپنے رب کے ذریعے پایا۔ یعنی جب غیر کا وجود ہی نہیں ہے تو حق کو کسی اور کے ذریعے پہچاننا یا پانا کیسے ہو سکتا ہے) کا مطلب یہی ہے جب سالک اس مقام پر پہنچتا ہے، بے نام و نشان ہو جاتا ہے۔ اور اس وقت اس پر الٓمّٓ ذٰلِکَ الْکِتٰبُ لَا رَیْبَ فِیْہِ۔ (یہ وہ کتاب ہے جس میں کوئی شک نہیں) کی حقیقت واضح ہو جاتی ہے۔

شرح :- ذالک الکتاب میں لفظ کتاب سے عارفین نے انسان مراد لیا ہے۔ یعنی جب سالک کو مقام فنا فی اللہ حاصل ہوتا ہے تو اس پر اپنی حقیقت کھل جاتی ہے۔ یعنی اس کو یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ میں نہیں ہوں ذات ہی ذات ہے۔

رموز ۶۸ دربیان تقویٰ :- تقویٰ کا مطلب ہے پرہیز کرنا۔ یعنی اپنے آپ سے

Marfat.com

پرہیز کرنا، نہ کہ کھانے پینے سے۔ کیونکہ جیسے صرف کھانے پینے سے پرہیز ہے۔ وہ پرحیض یعنی عورت ہے (مرد نہیں ہے) پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قول۔ مَنْ تَزَهَّدَ بِغَیْرِ عِلْمٍ فَقَدْ مَاتَ کَافِرًا مَجْنُوْنًا (جس نے علم کے بغیر زہد اختیار کیا وہ کافر یا مجنون ہو کر مرا) کا یہی مطلب ہے۔ لیکن جس شخص کو اپنے آپ سے پرہیز ہے وہ بادشاہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اَلْعُلَمَاءُ وَرَثَةُ الْاَنْبِیَاءِ (یعنی علمائے عینین یا اولیائے کرام انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں) جب سالک اس مقام پر پہنچ جاتا ہے۔ حقیقت اس پر آشکارا ہو جاتی ہے۔ اس وقت اس پر اِنَّهٗ عَلِیْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ (وہ تمہارے دلوں کی بات کو جانتا ہے) کی حقیقت واضح ہو جاتی ہے۔

شرح:- زہد بغیر علم کو کفر اس لئے کہا گیا ہے۔ کہ وہ حقیقت زہد سے واقف نہیں۔ اس لئے کہ جو چیز ترک کرنے کے قابل ہے یعنی خودی اس کی بجائے آب و طعام ترک کر دیتا ہے۔ اپنے آپ کو ترک کرنے کا نام تصوف کی اصطلاح میں تجرید و تفرید ہے یعنی فنائے نفس کے بعد ذات میں فنا کرنا۔ علماء کو انبیاء کا وارث اس لئے کہا گیا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی طرح علماء یعنی اولیاء اللہ بھی اپنی خودی کو مٹا کر ذاتِ حق میں فنا حاصل کر لیتے ہیں۔ علیمٌ بذاتِ الصدور کی حقیقت سے واضح ہونے سے یہ مراد ہے کہ روشن ضمیر ہو جاتا ہے۔ اور دل کی بات معلوم کر لیتا ہے۔ دوسرے معنی یہ ہیں کہ حقیقت سے آگاہ ہو جاتا ہے۔

رموز ۶۹ در بیان صلاحیت:۔ صلاحیت وہ چیز ہے جو خود بخود رواں ہے۔ پانی کی طرح۔ جس طرح بغیر کسی کوشش کے دریا بحر وحدت میں خود بخود جا کر گرتا ہے

بیت

صلاح آں باشد کہ با خدا در ہر کجا باشد ۔۔۔ بناشد بے خدا ہرگز ہمیشہ با خدا باشد

(راہ ہدایت یہ ہے کہ سالک جہاں ہے۔ با خدا ہے۔ اور خدا کے بغیر ہرگز نہیں ہوتا) کسی نے خوب کہا ہے کہ مَنْ یَقُوْلُ الْاِضَافَةَ فِیْ ذَاتٍ مُطْلَقٍ فَهُوَ عَاصٍ لَا هُوَ صَالِحٌ (جو شخص یہ کہتا ہے کہ ذات مطلق کے لئے اضافت ہے۔ وہ گنہگار ہے صالح نہیں ہے) سالک جب اس مقام پر پہنچتا ہے تو وحدت کے جام سے شراباً طہورا

پیتا ہے۔ اس وقت اس پر فَمَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا ۔ جو شخص اپنے رب کے دیدار کا طلبگار ہے اُسے عمل صالح کرنا چاہیئے، کی حقیقت کھل جاتی ہے،

شرح :۔ یہاں صلاح سے مراد سالک کا وہ حال اور مقام ہے جہاں اُس کو دوامی حضوری اور قرب حاصل ہے اور ہر وقت ذاتِ حق میں غوطے لگا رہا ہے۔ یاد رہے کہ بعض حضرات کوشش سے اور مراقبات کے بعد فنا میں جاتے ہیں۔ اور بعض وہ ہوتے ہیں جو بغیر کوشش بغیر کوشش بحرِ فنا میں غرق رہتے ہیں۔ بلکہ اگر کوشش بھی کریں تو باہر نہیں نکل سکتے۔ اسی وجہ سے یُّلے اضافت اور دانست کے الفاظ استعمال فرماتے ہیں اضافت سے یہاں مراد ذریعہ یا کوشش ہے۔ اور دانست سے مراد علم۔ یعنی نہ کوشش کرتا ہے اور نہ اس کو اپنی فنا کا علم ہوتا ہے۔ اس مقام کو فنائے فنا یا فناء الفنا کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ جہاں شعور بھی نہ ہو کہ میں ذاتِ حق میں فنا ہوں۔ بلکہ ذاتِ حق قائم اور خود گم ہوتا ہے۔ اسی مقام کو آیۂ مذکور میں لقاء اللہ کہا گیا ہے۔ لقاء کے معنی یہاں دیدار نہیں کیونکہ یہ عین الیقین ہے۔ یہ مقام دیکھنے سے بھی زیادہ بلند ہے۔ اسے حق الیقین کہتے ہیں۔ جیسے آگ میں لوہا۔ یعنی خود ہو نا جانا

رموز ۲ دربیان ہمت :۔ ہمت یہ ہے کہ سالک دونوں جہانوں سے مستغنی یعنی بے نیاز ہو جائے۔ اور نفس و شیطان سے بلکہ ورد و اوراد سے بھی فارغ ہو کر کفر و ایمان سے بالاتر ہو جائے۔ بیت ؎

ہر کہ صاحب ہمت آمد مرد شد
ہمچو خورشید از بلندی فرد شد

(صاحب ہمت وہ ہے مردِ کامل بن چکا ہے اور آفتاب کی طرح بلندی پر درخشاں ہے) اسی وجہ سے بزرگوں نے فرمایا ہے کہ صاحب الہمت مستغنی عن الکل (صاحب ہمت وہ ہے جو سارے جہان سے بے نیاز ہے) اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللّٰہ (جب انتہا کو پہنچتا ہے تو اللہ ہی اللہ رہ جاتا ہے۔ باقی سب کچھ مٹ جاتا ہے)۔ سننے سے یہی مقام مراد ہے۔

شرح :۔ بزرگوں کا مقولہ ہے کہ قِيمَةُ الْمَرْءِ هِمَّتُهٗ (آدمی کی قیمت اُس کی ہمت ہے)

Marfat.com

یعنی جسقدر عالی ہمت ہوگا۔ صاحب کمال ہوگا۔ اور کیا یہ ہمت کا کمال نہیں ہے کہ زمان و مکان اور میں اور تو کی قید سے رہائی حاصل کر کے عالم لاہوت میں پہنچ جائے جہاں نہ کفر کی قید ہے نہ ایمان کی۔ کیونکہ کفر اور اس عالم ناسوت یعنی ظاہری جہان کی چیز ہے۔ کسی نے خوب کہا ہے۔ ؎

نہ از کفرے خبر دارم ندانم حال ایمانم
تنم شد جان و جان شد جان جانانم

لٰہذا ہمت بڑی چیز ہے جو آدمی کو کون و مکاں سے بالا تر عالم قدس میں پہنچا دیتی ہے۔ کسی نے خوب کہا ہے۔ مَنْ کَانَ ھِمَّتَہٗ مَا دَخَلَ قِیْمَتُہٗ مَاخَرَجَ (جس کی ساری ہمت اس بات پر موقوف ہے کہ اس کے پیٹ میں کیا داخل ہو (یعنی خورد و نوش) اس کی قیمت وہی ہے جو پیٹ سے نکلتا ہے) دنیا میں ہر شخص اپنے آپ کو بڑا آدمی اور باکمال خیال کرتا ہے۔ اب وہ خود اپنا امتحان لے سکتا ہے کہ اس کی قدر و قیمت کیا ہے۔

رموز ۱۷ در بیان مسکینی :۔ مسکینی یہ ہے کہ تمام منازل و مقامات اور کرامات سے بلند نکل جائے۔ اور کسی جگہ قیام نہ کرے۔ اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اَللّٰھُمَّ اَحْیِنِیْ مِسْکِیْناً وَ اَمِتْنِیْ مِسْکِیْناً وَاحْشُرْنِیْ فِیْ زُمْرَۃِ الْمَسَاکِیْنَ (یا اللہ مجھے مسکین زندہ رکھ، مسکین مار اور مساکین کے ساتھ اٹھا) جب سالک اس مقام پر پہنچتا ہے تو اپنی نیستی کو نیستی دیکھتا ہے۔ اس مقام پر فرمان نبوی ہے کہ مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا۔ (موت سے پہلے مر جاؤ) کی حقیقت سے آگاہ ہوتا ہے۔

شرح :۔ مسکین سے مراد فقیر ہے۔ جس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ مفلس اور نادار ہے۔ بلکہ مالک دو جہان ہے۔ کیونکہ وہ مٹ مٹا کر ذات حق میں فنا ہو چکا ہے۔ اور ذات و صفات حق سے متفق ہو کر بحیثیت مرد کامل پوری کائنات پر حکمرانی کرتا ہے۔ نیستی کو نیستی دیکھنے سے وہی مقام فنا الفنا مراد ہے۔ مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا یعنی مرنے سے پہلے مر جانے کا مطلب یہ ہے کہ خودی کو، یا اپنے نفس کو مٹا کر ذات حق فانی ہو جائے اور یہی مٹ جانا نیستی اور فنا کہلاتا ہے۔

رموز ۱۸ در بیان رضا :۔ رضا کا مطلب ہے ہر حال میں خدا تعالیٰ سے راضی رہنا

Marfat.com

یعنی اپنے آپ کے ساتھ نازو نیاز کا ہونا۔ مصرع

ناز و نیاز با خودی کردن تماشا خوشتر است

(اپنے آپ کے ساتھ ناز و نیاز کرنا بہت اعلیٰ چیز ہے)

اسی وجہ سے کہا گیا ہے کہ اَلْاِخْلَاصُ بِنَاءُ الْاِیْمَانِ (اخلاص ایمان کی بنیاد ہے) جب سالک اس مقام پر پہنچتا ہے، ایمان کے پھل کی لذت حاصل کرتا ہے۔ اُس وقت اس پر یہ آیۂ پاک رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ (اللہ اُن سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے) کی حقیقت منکشف ہوتی ہے

شرح:۔ اولیائے کرام فرماتے ہیں۔ کہ مقامِ رضا، مقامِ محبوبیت ہے یعنی جہاں اللہ تعالیٰ بندہ کی رضا طلب کرتا ہے اور بندہ اللہ کی رضا کا طلبگار ہوتا ہے۔ لہٰذا وہ بجا طور پر ناز بھی کر سکتا ہے اور نیاز بھی۔

رموز ۳ در بیان ایمان:۔ ایمان یہ ہے کہ خود بے نشان اور ہر وقت ناظر سبحان ہے۔ حضرت خواجہ بایزید بسطامیؒ نے سبحانی ما اعظم شانی (میں پاک ہوں، اور میری شان بلند ہے) کا نعرہ اسی مقام پر لگایا تھا۔ جب سالک اس مقام پر پہنچتا ہے تو خمِ وحدت سے شراباً طہوراً کے جام نوش کرتا ہے۔ اُس وقت اُس پر اَلْمَلِکُ الْحَیُّ الَّذِیْ لَا یَنَامُ وَلَا یَمُوْتُ (وہ ایسا بادشاہ ہے جو زندہ ہے اور نہ اُسے نیند آتی ہے نہ موت) کی حقیقت منکشف ہوتی ہے۔

شرح:۔ یہاں بھی حضرت شیخ نے مقام فنا فی اللہ بیان فرمایا ہے۔ یعنی جب سالک ذات و صفاتِ حق تعالیٰ میں فنا حاصل کرتا ہے۔ تو اَنَا الْحَقُّ کا نعرہ لگاتا ہے۔ اور اللہ کی شان ظاہر کرتا ہے۔ اس کے بعد وہ زندہ جاوید ہو جاتا ہے، اور ظاہری پردہ پوشی کے باوجود لَا یَمُوْتُ (لافانی) ہو جاتا ہے۔

رموز ۴ در بیان اخلاص:۔ اخلاص یہ ہے کہ اپنی خودی سے بھی خلاصی حاصل کرلے۔ جیسے برف پانی ہیں، اسی وجہ سے بزرگوں نے فرمایا ہے کہ سبق المفردون (جو حضرات فردؔ بن چکے ہیں۔ وہ سیر میں رہتے ہیں)، جب سالک اس مقام

لے مقام فردیت سب سے اونچا مقام ہے۔ یعنی دنیا و مافیہا بلکہ اپنے آپ سے گذر کر ذاتِ حق کے ساتھ ایک ہو جانا اور

Marfat.com

کی سیر کرتا ہے تو اُس پر مَنْ عَرَفَ اللّٰہُ کُلَّ لِسَانَہٗ (جس نے اللہ کی معرفت حاصل کی اس کی زبان گنگ ہوگئی) کی حقیقت واضح ہو جاتی ہے۔

شرح:۔ زبان گنگ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ اللہ بھی نہیں کہہ سکتا۔ کیونکہ دائماً غرق ذات ہے۔

رموز ۵ - دربیان استقامت:۔ استقامت[1] کا مطلب ہے قرار پکڑنا۔ (یعنی ذاتِ حق پر پہنچ کر جم جانا) یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اَلْاِسْتِقَامَۃُ فَوْقَ الْکَرَامَۃِ (استقامت کا درجہ کرامت سے بلند ہے) جب سالک اس مقام پر پہنچتا ہے تو اس پر آیہ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلَی الَّذِیْ خَلَقَ فَسَوّٰی وَ الَّذِیْ قَدَّرَ فَھَدٰی وَالَّذِیْ اَخْرَجَ الْمَرْعٰی فَجَعَلَہٗ غُثَآءً اَحْوٰی آشکارا ہو جاتی ہے۔

رموز ۶ - دربیان توبہ:۔ توبہ یہ ہے کہ اپنے اختیار سے توبہ کرے۔ (یعنی یہ نہ سمجھے کہ میں اپنے اختیار سے کام کرتا ہوں بلکہ ذاتِ حق کو فاعل حقیقی سمجھے) اور جو کچھ گذر چکا ہے اُس پر افسوس نہ کرے۔ اور جو کچھ کر رہا ہے اس میں کوشش نہ کرے۔ (یعنی گذشتہ کے متعلق یہ نہ کہے کہ اگر یوں کرتا تو یہ ہو جاتا۔ کیونکہ سب چیز اللہ کے بس میں ہے اور کوشش نہ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اپنی طرف منسوب نہ کرے۔ اور ظاہر اور باطن میں حق پرست رہے۔ یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ مَنْ تَرَکَ ذَرَّۃً مِّنْ نَھْیِ اللّٰہِ تَعَالٰی خَیْرٌ مِّنْ عِبَادَۃِ الثَّقَلَیْنِ (جس نے اللہ تعالیٰ کی منع کردہ چیز کو ترک کیا، خواہ وہ ذرہ بھر ہو یہ چیز سارے جہان کی عبادت سے افضل ہے) جو شخص اس مقام پر پہنچ جاتا ہے مراد پاتا ہے اور اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ مَفَازًا حَدَآئِقَ .... اِلٰی آخرِہٖ کی حقیقت اُس پر منکشف ہوتی ہے۔

رموز ۷ - دربیان شکر:۔ شکر اور شاکر ہونا یہ ہے کہ شکر سے مٹھاس یعنی لذت حاصل کرے نہ کہ گڑ شکر سے۔ دل میں احد سمجھے اور زبان سے ثنا کہے۔ (یعنی مقام احدیت یا فنا فی اللہ جسے لاتعین بھی کہتے ہیں پر پہنچ کر بھی ثنا کہے، دوئی میں ثنا ہو سکتی ہے۔ فنا

---

[1] اس مقدمہ میں اصحاب استقامت یعنی اصحاب تمکین کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ اصحاب تمکین وہ ہیں جو تلوین میں حال سے گذر کر مقام تکوین پر فائز ہو جاتے ہیں۔ حال بدلنے والی چیز ہے اور مقام مستقل۔

Marfat.com

اس کو مُتناکل[1] (یعنی کھانے والا ۔ پیٹو) کہتے ہیں ۔ مُتناکل نفس کا غلام ہے ۔ اور متوکل نفس کا آقا ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ کہا گیا ہے ۔ کُنْ فِی الدُّنْیَا کَاَنَّکَ غَرِیْبٌ اَوْ کَعَابِرِیْ سَبِیْلٍ وعد نفسک مِنْ اَصْحَابِ الْقُبُوْرِ (دنیا میں اس طرح رہ جیسے کہ مسافر یا پُل پر گذرنے والا اور اصحاب قبور سے استعانت کر) جو شخص اس طرح کا متوکل بن جاتا ہے اُس پر حق تعالیٰ کی یہ کلام صادق آتی ہے ۔ جو حق تعالیٰ نے شیخ محی الدین عبد القادر جیلانیؒ سے فرمائی ۔ یعنی فرمایا ۔ عباد سوی الانبیاء والمرسلین لا یطلع علی احوالھم احداً من اھل الدنیا ولا احد من اھل الآخرۃ ولا من اھل الجنۃ ولا اھل النار ولا مالک ولا رضوان خلقھم لا للجنۃ والنار ولا للثواب ولا للعقاب ولا للحور ولا قصور ولا غلمان وطوبیٰ لمن آدم وھم اصحاب البقاء والمحرقون نار البقاء (انبیاء اور مُرسلین علیہم السلام کے علاوہ ایسے لوگ بھی ہیں جن کے مقامات سے نہ اہلِ دُنیا واقف ہیں نہ اہلِ آخرت، نہ اہلِ جنت، نہ اہلِ بہشت، نہ دروغۂ جنت، نہ دروغۂ دوزخ، اُن کو نہ بہشت کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ نہ دوزخ کے لیئے نہ ثواب کے لئے، نہ عذاب کے لئے، نہ حُور کے لئے نہ قصور کے لئے نہ غلمان کے لئے، ایسے لوگوں کو مبارک ہو کہ وہ اہلِ لقاء ہیں ۔ اور آتش دوزخ کو بجھانے والے ہیں)

رموز ۵ در بیان تلقین :۔ تلقین کرنے یا ہدایت دینے کے دو معنی ہیں ۔ ایک یہ کہ طالب کو صوم وصلوٰۃ و دیگر ارکانِ اسلام کی تلقین کی جائے تاکہ کامیاب ہو جائے دوسرا مطلب یہ ہے کہ تلقین کرنے والا طالب کو ذاتِ حق میں ایسا مشغول کرے کہ حق کے سوا باقی نہ رہے یہی وجہ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ۔ کہ من یرد ان یجلس مع اللہ یجلس مع الفقراء اھل تصوف (جو شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ بیٹھنا چاہے اُسے فقراء اہلِ تصوف کے پاس بیٹھنا چاہیئے ۔) جب سالک

---

[1] حضرت خواجہ گنجشکرؒ کے بھائی حضرت خواجہ نجیب الدین متوکل سے کسی نے پوچھا کہ آپ متوکل کہلاتے ہیں ۔ آپ نے جواب دیا کہ متوکل نہیں متاکل ہوں (یعنی توکل کرنے والا نہیں بلکہ کھانے والا یعنی پیٹو ہوں ۔ یہ کمالِ انکسار ہے ۔

Marfat.com

کھڑا ہونے کے کئی معنی ہیں۔ اوّل اس سے مراد ہر دم ہے جو آتا ہے اور قائم ہو جاتا ہے۔ دوم معنی ساعت یعنی گھڑی کے ہیں۔ جس میں قلب کھڑا ہوتا ہے یعنی زندہ ہوتا ہے۔ سوم معنی دل کے ہیں۔ جب دن نکلتا ہے قائم ہو جاتا ہے۔ اور سارا جہان کام میں مشغول ہو جاتا ہے۔ قیامت کے چوتھے معنی جملہ وقت کے ہیں جس سے مراد ہے، اپنے آپ سے جانا۔ جب آدمی اپنے آپ سے جاتا ہے خدا سے مل جاتا ہے۔ اور پھر اپنے آپ میں واپس نہیں آتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول من مات فقد قام قیامۃ (جو مر گیا اس کے لئے قیامت قائم ہو گئی) کا یہی مطلب ہے۔ جب سالک اس مقام پر پہنچ جاتا ہے تو کُلُّ من علیھا فانٍ ویبقیٰ وجہ ربک ذو الجلال والاکرام (جو کچھ پیدا ہوا سب فانی ہے۔ اور ذاتِ حق تعالیٰ باقی رہنے والی ہے) کی حقیقت اس پر ظاہر ہو جاتی ہے۔ اور یہی مقصدِ حیات ہے۔ اس کے سوا باقی تمام مقاصد بیکار ہیں۔ قیامت کے لغوی معنے قائم ہونے کے ہیں۔ یعنی اس وقت سے کہ جب حق تعالیٰ کا ظہور ہوا وہ اصل حق تعالیٰ کی نہ کوئی ابتدا ہے نہ انتہا۔ یعنی ہمیشہ قائم ہے۔

رموز ۵۰: قیامت آئی اور چلی گئی۔ واپس نہیں آئے گی۔[1] باقی عشق ہر وقت قائم ہے۔ جب سالک اس مقام پر پہنچتا ہے اَللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ۔۔ تا آخر آیۃ الکرسی، کی حقیقت اس پر ظاہر ہو جاتی ہے۔

رموز ۵۱ دربیانِ دُنیا: جاننا چاہیئے کہ دُنیا کا مطلب ہے دُون یعنی گھٹیا چیز۔ پس جو چیز گھٹیا ہے وہ دُنیا ہے۔ اسی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اَلدُّنْیَا جِیْفَۃٌ وَّطَالِبُھَا کِلَابٌ۔ (دُنیا مردار جانور ہے اور اس کے طالب کتے ہیں) جب اس کے معنی سمجھ میں آ گئے تو اِنَّمَا الدُّنْیَا لَعِبٌ وَّلَھْوٌ (دنیا کھیل تماشا ہے) کی حقیقت آشکارا ہو جاتی ہے۔ پس طالب پر فرض ہے کہ اس مقام (دنیائے دون) سے گذر جائے اور ایسا گذرے جو گذرنے کا حق ہے۔ اس وقت

---

[1] یعنی قیامت قائم ہو چکی ہے۔ اور ہر شخص کو اپنے اعمال کی سزا اور جزا اسی دُنیا میں مل رہی ہے۔ آنے والی قیامت موجودہ قیامت کی تکمیل ہو گی۔

Marfat.com

اَلصُّوفِیُّ هُوَاللّٰهُ (صوفی اللہ میں گم ہوجاتا ہے) کی حقیقت اس پر آشکارا ہوتی ہے (یعنی مقام فنا فی اللہ حاصل ہوتا ہے)

شرح:۔ دنیا سے گذر جاتے یعنی خود نہ رہے گم ہو جاتے۔

رموز ۵۲ دربیان دین:۔ جاننا چاہیئے کہ دین سے مراد دین ہے اور دین کا مطلب عین ہے۔ (اپنے سے فانی ہوکر ذاتِ حق میں گم ہوجانا اور عین حق بن جانا) مَنْ نَاظِرٌ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ مَحْجُوبٌ عِنْدَ الْحَقِيقَةِ (جو اللہ کو دیکھتا ہے درحقیقت محجوب ہے۔ یعنی حجاب میں ہے) کے یہی معنی ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ طَالِبُ الدُّنْيَا مُؤَنَّثٌ وَطَالِبُ عُقْبٰى مُذَكَّرٌ طالب دنیا مؤنث ہے اور طالب عقبیٰ مذکر ہے) اس سے یہی مراد ہے۔ پس طالب مولا کو چاہیئے کہ دنیا سے جلدی گذر جائے کہ عینِ حق ہوجائے۔ (غیر حق نہ رہے) اور جب عین حق ہوا تو مطلق (لا محدود) ہوگیا۔ اس سے وقت اَلْآنَ كَمَا كَانَ (اب بھی اسی طرح ہے جس طرح پہلے تھا۔ یعنی بجز ذاتِ حق کسی چیز کا وجود نہیں) کی حقیقت اس پر ظاہر ہوجاتی ہے۔

شرح:۔ جو اللہ کو دیکھتا ہے محجوب ہے کا مطلب یہ ہے کہ دیکھنا بھی دوئی ہے۔ عین ہوجانا دیکھنے سے زیادہ بلند مرتبہ ہے۔ اللہ کو دیکھنے والا عین الیقین کے مرتبہ پر ہوتا ہے۔ اور عین حق بن جانے والا حق الیقین کا مرتبہ رکھتا ہے۔ جو بلند ترین مقام ہے۔ طالب دنیا مؤنث والی حدیث کی ایک عبارت یہ بھی کتب حدیث میں آئی ہے۔ کہ دنیا کا طالب مؤنث ہے۔ آخرت کا طالب مخنث اور مولا کا طالب مذکر ہے۔

رموز ۵۳ دربیان ذکر:۔ یاد رہے کہ ذکر کے معنی ہیں یاد کرنا۔ یعنی غفلت ترک کر کے حق تعالیٰ کو یاد کرنا، حق تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ (پس تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کرتا ہوں) یہ یاد کرنا دو اقسام پر ہے۔ ایک ذکر معنوی، دوسرا ذکر لفظی۔ لفظی ذکر کرنے والا ستر یعنی راز یا حقیقت سے محروم ہے۔ اسی وجہ سے کہا گیا ہے کہ مَنْ يَقُولُ اللّٰهُ مَعَنَا فَهُوَ مَحْرُومٌ عَنْ عِشْقِ سِرِّهِ (یہ جو کہے کہ اللہ ہمارے ساتھ ہے عشق کے راز سے محروم ہے) چنانچہ کسی نے کہا ہے

Marfat.com

ہی نہیں ہوتی۔ لیکن جن حضرات کو حق تعالیٰ نے جامعیت عطا فرمائی ہے وہ مقام فنا میں بھی صوم وصلوٰۃ ترک نہیں کرتے۔ یہ مقام بقا باللہ ہے۔ اور عبدیت ہے۔ جو خاصہ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اکابر اولیائے اُمت کا) یہ ہے حقیقی شکر (یعنی واصل باللہ ہوکر بھی مجاہدہ وریاضت ترک نہ کرے۔) ان حضرات کے حق میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے یا عَبْدِیْ اَنَا اَقْرَبُ اِلَیْکَ (اے میرے بندے میں ہر چیز سے زیادہ قریب ہوں تجھ سے) جب سالک یہ شکر بجا لاتا ہے تو نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ (ہم اس کی شہ رگ سے بھی قریب ہیں) کی حقیقت اس پر آشکارا ہوتی ہے۔ یعنی یہ آیت اس کا حال بن جاتی ہے۔

رموز ۸۷ دربیان صبر وصابر:۔ صبر یہ ہے کہ اس سے یعنی ذات حق سے صبر کرے۔ نہ کہ خود کو اس کے اندر اور اس کو خود کے اندر دیکھے۔

شرح:۔ ذاتِ حق سے صبر کرنے کے دو معنی ہو سکتے ہیں۔ ایک یہ کہ ذاتِ حق میں فنا ہوکر مستقل مزاجی سے جم جائے۔ اور یہ مراقبہ ترک نہ کرے۔ دوسرے معنی یہ ہیں کہ فنا فی اللہ کے باوجود صبر وکوشش سے دوئی میں آکر صوم وصلوٰۃ کی پابندی کرے۔ اگرچہ یہ بات مشکل ہے کہ فنا کے باوجود دوئی قائم کرے۔ لیکن صبر اسی کا نام ہے۔ یہ کام ضرور کرے۔ یعنی ایسا محسوس کرے کہ حق تعالیٰ کے روبرو بیٹھا ہے۔ (اس کا مطلب یہ ہے کہ فنا کو عمداً ترک بقا باللہ اور دوئی کے مقام پر جم جائے۔ اور فراق کی لذت حاصل کرے۔ بصلاح من لذت ...... دورتو بہ دوران بند گرد ستم) اس کو حقیقی معنوں میں صبر کہتے ہیں۔ یعنی وصل ترک کرکے عمداً ہجر وفراق اختیار کرے۔ یہ مقام عبدیت ہے جو اکابر اولیاء وصل سے زیادہ پسند کرتے ہیں۔ جب اس مقام پر پہنچتا ہے تو اس پر آیہ مبارک یَا اَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِیْ ... وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ۔ (اے نفس مطمئنہ اپنے رب کی طرف آؤ۔ راضی خوش۔ عبادت کرو۔ اور جنت میں داخل ہوجاؤ) کی حقیقت کھل جاتی ہے۔ یعنی نفس اور خودی قائم بھی رہتی اور فنا بھی ہوتی ہے۔ یہ مقام جامعیت ہے۔ جو اسلام میں مقصود اعلیٰ ہے)

رموز ۸۹ دربیان توکل:۔ توکل یہ ہے کہ ملکیت سے پرہیز کرے نہ کہ ملکیت پر پرہیز کرے۔ (یعنی دولتِ دُنیا کو قریب نہ آنے دے۔) جو مالک سے پرہیز کرتا ہے اس کو توکل کہتے ہیں۔ اور جو ملک حاصل کرکے اس پر صبر کرتا ہے اور مزید حاصل کرنے کی کوشش نہیں کرتا

Marfat.com

اس دوسری قسم کی تلقین کو سمجھ لے گا۔ اس کو کانَ اللہُ ولم یکن معہٗ شیئاً۔ (اللہ تھا اور اس کے ساتھ کچھ نہ تھا) کی حقیقت معلوم ہو جائے گی۔ (یعنی اہل اللہ خود کو گم دیتے ہیں۔ ذات حق میں اور بس حق ہی حق باقی رہ جاتا ہے)

رموز ۱۸ در بیان تصوف :۔ تصوف کا مطلب ہے صاف ہونا، ایسا صاف ہونا کہ بے خود ہو جائے۔ اور نہ وصل کی خبر رہے، نہ جدائی کی اور نہ ہی خدائی کی۔ لِی مَعَ اللہِ وَقْتٌ لَا یَسَعُنِیْ فِیْہِ عَبْدٌ وَلَا رَبٌّ (سلہ یہی وجہ ہے کہ بزرگوں نے فرمایا ہے کہ التصوفُ حالٌ و بیانٌ (تصوف حال کا نام ہے نہ کہ قال کا) جس کسی کو یہ حقیقت معلوم ہو جاتی ہے حروف مقطعات کے معنی سمجھ سکتا ہے (حروف مقطعات سے مراد ہے۔ قرآن مجید کے الفاظ الم، الرحمٰن۔ یٰسین۔ حم۔ کھیعص وغیرہ ہیں۔)

سلہ اس سے مراد بھی مقام فنا فی اللہ ہے۔ جہاں محویت ہی محویت اور حیرت ہی حیرت ہے۔ کسی نے خوب کہا ہے۔ نہ از کفر خبر دارم نہ دانم حال ایمانم ٭ تنم شد جان و جان شد جانِ جانانم

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مناجات

شیخ الاسلام حضرت شیخ ابو اسماعیل عبداللہ انصاری المعروف پیر انصار قدس سرہ فرماتے ہیں :-

۱. اے ز دردت بیدلاں را بوئے درماں آمدہ | یادِ تو مر عاشقاں را مونس جان آمدہ
۲. صد ہزاراں ہمچو موسیٰ مست در ہر گوشہ | ربِّ ارنی گو شدہ دیدار ہا جو آمدہ
۳. سینہ ہا بینم ز سوزِ ہجر تو بریاں شدہ | دیدہ ہا بینم ز سوزِ عشق تو گریاں آمدہ
۴. عاشقانت نعرۂ الفقر و فخری مے زنند | بر سر کوئے ملامت پائے کوباں آمدہ
۵. صد ہزاراں عاشقاں سرگشتہ بر بیم و امید | در بیابانِ غمت اللہ گویاں آمدہ
۶. پیر انصار از شراب شوقِ خوردہ جرعے | ہمچو مجنون گردِ عالم مست حیراں آمدہ

ترجمہ :- (۱) اے دوست کہ تیرے درد سے عاشقوں کو بوئے درمان یعنی مرہم کی بو آ رہی ہے۔ یعنی خود تیرا درد ہمارے لئے درماں بن گیا ہے۔ اور تیری یاد درد کے ماروں کے لئے سرمایۂ اطمینان و آرام ہے۔

۲. تیرے حسن و جمال اور ناز و انداز کا یہ عالم ہے کہ موسیٰ جیسے لاکھوں ہر طرف مست دیوانے خود پڑے رَبِّ اَرِنِیْ اَنْظُرْ اِلَیْکَ یعنی طلب دیدار کے نعرے لگا رہے ہیں۔

۳. اے محبوب تیرے ہجر نے کئی سینے جلا کر خاکستر کر دیئے ہیں اور کئی آنکھیں ہجر و فراق میں آنسوؤں کے دریا بہا رہی ہیں۔

۴. تیرے عاشق ہر وقت نعرۂ الفقر و فخری (یعنی فقر ہماری دولت ہے) کے نعرے لگاتے ہوئے تیرے دروازے پر پاکوبی (یعنی رقص) کر رہے ہیں۔

۵. لاکھوں عاشق تیرے دیدار کی تمنا میں خوف و امید کے درمیان ہچکیاں لے رہے ہیں۔ اور اللہ اللہ کے نعرے لگا رہے ہیں۔ ۶. پیر انصار نے چونکہ تیرے شراب شوق کا ایک گھونٹ پی لیا ہے اس مستی میں مجنوں کی طرح دیوانوں میں مست و حیران پھر رہا ہے۔

Marfat.com

۱۔ اے رحیم کہ پوشیدۂ عطائی — اے کریم کہ بخشندہ عطائی

۲۔ اے صمد کہ از ادراک ما جدائی — وے احد کہ در ذات و صفات بے ہمتائی

۳۔ اے خالق کہ راہ نمائی — وے قادر کہ خدائی را سزائی

۴۔ جان مارا صفائے خود دہ — و دل مارا ہوائے خود دہ

۵۔ چشم مارا ضیائے خود دہ — و مارا از روئے رحمت آں دہ کہ آں بہ

یارب دل مارا دہ ایں بندہ چہ داند باید گفت بیت

ترجمہ :۱۔ اے رحیم تو خطاپوش (معاف کرنے والا) ہے۔ اے کریم تو نعمت بخشنے والا ہے۔ ۲۔ اے صمد (بے نیاز) تو ہمارے عقل و فہم سے بالاتر ہے۔ اور اے احد تو ذات و صفات میں بے مثل ہے ۳۔ اے خالق، تو ہماری راہنمائی کرنے والا ہے اے قادر تو خدائی کے لائق ہے۔ ۴۔ میری روح کو صفائی بخش اور میرے دل کو اپنی محبت عطا کر ۵۔ میری آنکھوں میں اپنا نور عنایت فرما اور ہمیں وہ نعمت عطا کر جسے تو بہتر سمجھے۔ یا رب اس بندہ کو کیا معلوم کہ اس کے حق میں کیا بہتر ہے۔ بیت :۔

دانندہ توئی ہر آنچہ خواہی آں دہ — عذر ما بپذیر و عیب ما مگیر

(تو بہتر جانتا ہے کہ کیا بہتر ہے اس لئے وہی دے تو تیری نگاہ میں بہتر ہے۔ میرے گناہ معاف کر اور عیب پوشی کر الٰہی میں نے اپنی عمر برباد کی ہے۔ اور اپنے ساتھ بیداد (ظلم) کیا ہے۔

الٰہی اس خطرناک جنگل میں مجھے راستہ دکھا۔ اور میرا ہاتھ پکڑ کر تیرے سوا میرے لئے جائے پناہ نہیں۔

الٰہی میں اپنی برائی سے پریشان ہوں تو اپنی خدائی سے مجھے معاف کر۔

الٰہی میری توحید کی بنیاد کو تباہ نہ ہونے دے۔ اور میری امید کے باغ کو بے آب کر۔

الٰہی جس کسی کے دل میں تو نے باغ محبت پیدا کیا ہے اسے اس باغ سے پھل کھانے کی توفیق عطا کر۔

الٰہی تیرے بغیر کسی کو شادی (خوشی) نہیں، اور سوائے تیرے آزادی نہیں۔

الٰہی جس کسی نے تجھے پہچان لیا تیرے غیر کو اس نے پھینک دیا۔

Marfat.com

الٰہی وہ دل دے جو تیرے لئے جان پر کھیل جائے اور وہ جان دے جو تجھ پر قربان ہو سکے
الٰہی وہ یقین دے جو حرص کے وقت کام آئے۔ اور وہ قناعت دے جو حرص کو ختم کر دے
الٰہی میرا ہاتھ پکڑ لے کہ ہمارا ہاتھ پکڑنے والا کوئی نہیں۔ اور اپنی درگاہ میں قبول کر کہ جائے فرار نہیں۔
الٰہی یہ نہ پوچھ کہ کیا لائے ہو اور یہ سوال نہ کر کہ کیا کام کئے ہیں کیونکہ ہمارے پاس کچھ نہیں ہے
الٰہی ہماری عاقبت بخیر کر تاکہ دنیا کو چھوڑ سکیں اور عمل کی توفیق عطا کر کہ مضبوط ہو جائیں۔
الٰہی گناہوں سے ہمیں بچا، تاکہ ہم پریشان نہ ہوں اور راہِ راست دکھا تاکہ سرگرداں ہوں
الٰہی تو ہماری مدد کر کیونکہ دوسرے مدد نہیں کرتے۔ اور تو نوازش فرما کہ دوسرے تنگ کرتے ہیں۔
الٰہی وہ دل دے جو تیری طاعت میں سرگرم رہے اور وہ توفیق طاعت دے جو جنت کی طرف راہنمائی کرے۔
الٰہی وہ عقل دے کہ جس میں حرص نہ ہو اور وہ عمل عطا کر جس میں ریا نہ ہو۔
الٰہی وہ آنکھ عطا کر جو تیری ربوبیت کے سوا نہ دیکھے اور وہ دل دے جو تیری عبودیت کے سوا پسند نہ کرے۔
الٰہی وہ نفس دے جو تیری غلامی قبول کرے۔ اور وہ جان دے جو تیری محبت کے جام نوش کرے
الٰہی تیری طلب ہماری تمنا ہے اور تیرا حصول وصول ہمارے بس کی بات نہیں۔
الٰہی تیرے کشتہ سے خون نہیں آتا اور جسے تو جلائے وہ جلنے میں خوش ہے۔
الٰہی مجھ سے ایسے گناہ سرزد ہوتے ہیں کہ محمد مصطفیٰ کے دوست غمگین اور دشمن خوش ہوتے ہیں
الٰہی دشمن کو خوش اور دوست کو غمگین نہ کر۔
الٰہی تو ایک دفعہ بنا لے مجھے اپنا بندہ اور میں خوشی میں عرش سے بھی گذر جاؤں خندہ
الٰہی جو کچھ تو نے کاشت کیا ہے اُسے پانی دے۔ اور جو عبداللہ (عبداللہ انصاری) نے کاشت کیا ہے اُسے خراب کر۔
الٰہی اگرچہ میں ایک کڑوا پھل ہوں پھر بھی تیرے باغ کا ہوں اور اگرچہ مجرم ہوں، تیرا غلام ہوں۔
الٰہی میں دشتِ حیرانی میں پیادہ ہوں۔ تو مجھے سفر کے لئے سواری عطا کر۔
الٰہی اگرچہ میرا راستہ کج (ٹیڑھا) ہے۔ اپنی عنایت سے حج کو لے جائے گا۔

Marfat.com

قطعہ

پیوستہ دلم دمِ رضائے تو زند   جاں در تنِ من نفس برائے تو زند
اگر بر سرِ خاکِ من گیا ہے روید   ہر برگ بوئے وفائے تو زند

(میرا دل ہر وقت تیری رضا کا طلبگار رہے اور میری جان تیرے لئے ہر وقت قربان ہو رہی ہے۔ قبر پہ میری خاک کے اوپر جب کوئی پودا اُگتا ہے تو اُس کے پھول سے وفا کی بُو آتی ہے)

الٰہی تُو نے حکم دیا کہ یہ کام مت کرو۔ اور کرنے دیا۔ اور فرمایا یہ کام کرو اور نہ کرنے دیا۔

الٰہی جس جھنڈے کو تُو نے بلند کیا ہے اُسے نیچا نہ دکھا۔

الٰہی تو فرمانبرداروں کو معاف کرتا ہے اور گنہگاروں پر غصے ہوتا ہے اس کے کیا معنی؟ (یعنی جو نیک ہے وہ خود بخود مستحق عطا ہے اور جو بد ہے وہ خود بخود بدی کا مستحق ہے)

رباعی:۔

مَیں بندۂ عاصیم رضائے تو کجا است   تاریک دلم نورِ صفائے تو کجا است
مارا بہشت اگر بطاعت بدہی   آں بیع بود لطف و عطائے تو کجا است

(مَیں بندۂ گنہگار ہُوں تیری رضا کہاں ہے۔ میں سیاہ دل ہُوں تیرا نور کہاں ہے۔ الٰہی اگر تو طاعت کے بدلے مجھے بہشت عطا کرتا ہے تو یہ تجارت ہوئی۔ تیری عطا کہاں ہے۔)

الٰہی اگر تو دوسروں کو نکال کر مجھے بہشت میں ڈالتا ہے تو مجھے ایسا بہشت پسند نہیں۔

رباعی:۔

اگرچہ مشک از فرحش نسیم است   دمے جاں بخش چوں بوئیت ندارد
مقام خوب دلکش است فردوس   ولیکن رونقِ کوئیت ندارد

(اگرچہ مشک بہت خوشبودار چیز ہے لیکن جب تیری خوشبو سے محروم ہے تو کیا فائدہ اگرچہ بہشت بہت دلکش مقام ہے لیکن اے محبوب تیرے کوچہ کی سی رونق نہیں رکھتا)

الٰہی جمال فقط تیرا ہے اور باقی سب مصورتی ہے۔ اور زاہد لوگ بہشت کے مزدور ہیں۔

Marfat.com

الٰہی اگر تو مجھے دوزخ میں ڈال دے تو میرا کوئی دعویٰ نہیں۔ اگر بہشت میں بھیجے تو تیرے بغیر مجھے اُس کی تمنا نہیں۔ کاش کہ عبداللہ (پیر انصار) خاک ہوتا اور صفحۂ ہستی پر اُس کا وجود نہ ہوتا ؎

شب آمد و بیامد از من کارے — امروز من نہ شد گرم بازارے
فردا بردم بے خبر از ہر کارے — ناآمدہ بیہودہ ازیں بسیارے

(دن گذر گیا اور رات آگئی لیکن مجھ سے کوئی نیکی کا کام نہ ہوا اور سارا دن بیکار گیا۔ کل بھی اسی طرح بیکار جائے گا۔ مجھ سے زیادہ بیہودہ کوئی نہ آیا ہوگا۔)

الٰہی ابوجہل کعبہ سے آیا ہے اور ابراہیمؑ بت خانہ سے۔ اس سے ظاہر ہے کہ کام تیرے فضل سے ہوتا ہے باقی سب بہانہ ہے۔

الٰہی اگرچہ تیرا نور طاعت میں ہے لیکن کام تیری عنایت سے بنتا ہے۔ ؎

آنچہ کار عنایتِ خدا باشد — فسق آخر کار پارسائی باشد

(جب نجات کا دارومدار عنایت پر ہے تو پھر گناہ بھی پارسائی ہے۔)

الٰہی دولتمند لوگ اپنی دولت میں مست اور درویش اپنی قسمت پر نازاں ہیں۔

الٰہی لوگ مستِ شراب ہیں اور میں مستِ ساقی ہوں (اسلئے) ان کی مستی فانی اور میری باقی ہے ؎

مست توام نہ ز جرعۂ جام آزادم — مرغ توام از دانہ و دام آزادم
مقصود من از کعبہ و بت خانہ توئی — ورنہ من از ہر دو مقام آزادم

(میں تیرے حسن و جمال میں مست ہوں اور شراب سے بے نیاز ہوں۔ تیرا عاشق وہ مرغ ہے جو دام اور دانہ سے آزاد ہے۔ کعبہ اور بت خانہ سے میرا مقصود تو ہے لیکن دراصل میں ان دونوں سے آزاد ہوں۔ یعنی اُن کا طالب نہیں ہوں۔ تیرا طالب ہوں)

الٰہی مجھے اپنی عاجزی کا احساس ہے اور اپنی بے کسی پر خود گواہ ہوں۔ میری خواہش تیری خواہش ہے اب میں کیا خواہش کر سکتا ہوں (میری رضا تیری رضا ہے۔ اس لئے خواہش کا کیا کام)

الٰہی جب تیرے پاس آتشِ فراق تھی تو آتشِ دوزخ کس لئے پیدا کی۔

الٰہی اس جلتے ہوئے چراغ کو نہ جلا اور کباب ہوتے ہوئے دل کو کباب نہ کر۔

Marfat.com

الٰہی اس پردۂ چاک شدہ کو چاک نہ کر اور اس بندۂ آزمودہ کو نہ آزما۔
الٰہی جو گناہ ہوتا ہے تو اسے عبداللہ کے نام پر بخش دیتا ہے اور ہر دل کو عبداللہ کا مقام دیتا ہے۔
الٰہی جب کام کی طاقت تھی تو تیرا علم نہیں تھا جب تیرا علم ہوا تو طاقت نہ رہی۔
الٰہی اپنے نام اور اپنی صفات کے صدقے میری فریاد سن کیونکہ تو سن سکتا ہے ؎

ایں چاشنی کہ دادی تمام کن ویں برق کہ بندی مدام کن

(یہ نعمت جو تو نے دی ہے اسے پورا کر اور یہ چمک جو تو نے عطا کی ہے اسے دوام بخش)

اے عزیز یاد رکھ کہ دنیا جائے غرور اور مقام سرور ہے۔ دنیا زہر قاتل ہے۔ وہی دنیا جسے حضرت ابراہیم بن ادھمؒ نے طلاق دے دی۔ نیز دنیا خانۂ بیداد اور راندۂ جنید بغداد ہے (یعنی جنید بغدادی نے اسے ترک کر دیا) اس کی شراب تلخ اور معتوب شقیق بلخ ہے (یعنی حضرت شقیق بلخیؒ نے اُسے لات ماری ہے) دنیا سراسر غفلت اور بدنامی ہے جو ملعون بایزید بسطامی ہے۔ یہ دنیا خود پرست کم ہمت لوگوں کا سرور اور شیخ ابوسعید ابوالخیر کی مردود ہے۔ دُنیا بدبختوں کی محبوب ہے۔ اس کا طالب ذلیل اور اس کی دولت قلیل ہے۔ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ قل متاع الدّنیا قلیل (کہہ دو کہ دنیا کی دولت قلیل ہے)

اے عزیز قبرستان پر نگاہ کر اور دیکھ یہ تمام قبریں ان نازنینوں کی ہیں جو دولت جمع کرنے کے لئے جوش اور حرص رکھا ہیں خروش کرتے تھے۔ جو سونا چاندی کے ڈھیر لگاتے تھے۔ اور جواہرات سے برتن بھرے رکھتے تھے۔ جو ہزار حیلے و بہانے کرتے تھے، اور جمع خزانے کرتے تھے، آخر وہ مر گئے۔ اور حسرت لے گئے دولت کے ڈھیر چھوڑ گئے۔ اور اس کا غم اپنے دل میں لے گئے۔ انھوں نے اپنے دل پر جو تالے لگا رکھے تھے، وہ آخر موت نے آکر توڑ دیئے۔

اے عزیز موت سے ڈر اور لمبی امیدیں چھوڑ دے۔ ورنہ افسوس کرے گا، اور دوزخ میں رہے گا۔ تجھے جاننا چاہیئے کہ تیرے دوست جو اس جہان سے جا چکے ہیں۔ تجھے پُکار کر کہہ رہے ہیں کہ اے غافل جوان! اور اے نامراد بچّو! آؤ دیکھو کہ ہم خاک بہ

Marfat.com

سوتے ہوئے ہیں۔ اور ہمارے چہروں پر مٹی ہے۔ تم ہمیں بھول چکے ہو۔ ہم بھی تمہاری طرح عیش و عشرت میں غرق تھے۔ اور مزے کی زندگی بسر کرتے تھے۔ آخر ہم نے اجل کا شربت پیا۔ اور دنیا کی بے وفائی کا پھل کھایا۔ ہماری ہستی اور ہماری دولت خاک میں مل گئی۔ نہ مال و دولت ہمارے کام آیا نہ اہل و عیال مدد کر سکے۔ اب ندامت ہی ندامت ہے۔ نہ مال ساتھ ہے نہ عیال ہے۔ نہ مکان ساتھ ہے نہ زمین پاس ہے۔ نہ کوئی دوست ہے نہ مددگار نہ کوئی آواز دیتا ہے نہ آواز سنتا ہے۔ دُنیا کا عیش و عشرت سب خاک میں مل گیا ہے۔ اور میرا گوشت کیڑوں کے نصیب میں آگیا ہے۔ جب کام کرنے کی طاقت تھی، ہم نے پرواہ نہ کی۔ اب پریشانی اور پشیمانی میں مبتلا ہیں۔ جب کام کرنے کا وقت تھا، آخرت کمانے کا موقع تھا۔ ہم نے کچھ نہ کیا اور یاس و حسرت ساتھ لے کر چلے گئے۔ اب جبکہ سب راستے بند ہو گئے ہیں اور کوئی پرسانِ حال نہیں۔ اب تم آؤ اور ہماری حالت دیکھو۔ نہ اب ہمارا نام باقی ہے۔ نہ اجسام، ہمارے جسم گل گئے ہیں۔ ہماری ہڈیاں سڑ چکی ہیں۔ ہمارا خانہ خراب اور ہماری ہستی سراب بن گئی ہے۔ ہمارے بستروں پر دوسرے سو رہے ہیں۔ اور ہم غائب ہیں۔ اب ہمارے چہروں پر خاک اور دشمنوں پر زینت ہے۔ ہمارے دانت نکل آئے ہیں۔ اور زبان گل گئی ہے۔ ہمارے اعضا، ٹوٹ گئے ہیں۔ ہماری روح جسم سے نکل گئی ہے۔ ہماری خاک سے گھاس اگ رہا ہے۔ ہم قعرِ مذلت میں ہیں۔ اور تم خوابِ غفلت میں۔ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِی الْاَلْبَاب (اے عقلمندو، اس سے عبرت حاصل کرو۔)

اے عزیز، عقلمندی کی علامت یہ ہے کہ دل دنیا سے نہ لگائے اور غفلت ترک کر دے۔ اور دنیا سے رخصت ہونے سے پہلے اپنی عاقبت سنوار لے۔

رباعی:

اگر ظلمتی اینک سراج است	حساب امروز کن فردا چہ حاجت
ہم اکنوں حکم کن علیہا	ستانند از تو ایں تاج و راحت
ترا پرہیز باید چند گاہے	کہ فاسد گشت از عصیاں مزاجت

(اگر اب اندھیرا ہے تو تیرے پاس چراغ بھی ہے۔ زندگی کا حساب آج کر لے۔)

Marfat.com

کل پر نہ چھوڑ، ابھی سے حساب کتاب سنبھال، کیونکہ کل تیرا تخت و تاج اور آرام و راحت چھن جائے گا۔) اے اہلِ جاہ و حشمت ہر وقت بازاروں میں رہتے ہو، اور مسجد سے دور بھاگتے ہو۔ رات دن گناہ میں غرق ہو، جوانی میں شرم کرو۔ ورنہ بڑھاپے میں ندامت ہوگی۔ موت تیرا انتظار کر رہی ہے۔ اور قبر تیرے لئے جگہ بنا رہی ہے۔ تو نے رب العالمین کے سامنے آنا ہے۔ تو غمِ دنیا میں ڈوبا ہوا، اور غمِ آخرت سے غافل ہے۔

نظم:-

دلا در کارِ حق سے کن نظر ہا — کہ در راہِ تو مے بینم خطر ہا
کشا از خوابِ غفلت چشم ہا من — بگوشِ ہوش بشنو ایں خبر ہا
نگر در خیل گورستان فگندہ — زنیک تیرِ قضا حملہ سپر ہا
معاصی زہر قہرستان نمودہ — یکام نفس تو ہم چو شکر ہا
بشاہانِ مہرویان در بنِ خاک — کہ نیستاں در جہاں ماندہ اثر ہا
گذرگاہست ایں دنیائے فانی — بباید مردِ غافل برگذر ہا
چوں در پیش است مرگے پیر انصار — تماشائے جہاں کن در سفر ہا

(اے عزیز حق تعالیٰ کی قدرت کا تماشا دیکھ۔ تیرے راستے میں بڑے خطرات ہیں۔ خوابِ غفلت ترک کر، آنکھیں کھول۔ اور گوشِ ہوش سے یہ باتیں سُن۔ قبرستان میں نظر کر اور دیکھ کہ تیرِ قضا کے سامنے سب لوگوں نے سرِ تسلیم خم کر لیا ہے۔ گناہوں کی زہر تیرے حلق میں شکر بن چکی تھی۔ دیکھ کہ بڑے عظیم الشان اور خوب روئے بادشاہ خاک میں ایسے مل چکے ہیں کہ اب اس کا نام و نشان نہیں ہے۔ اے پیر انصار جب موت کا سفر درپیش ہے۔ تو سفر کی تیاری کر۔ اور جہان کی سیر کرتا جا)

اے عزیز جاننا چاہیئے کہ دنیا آنی جانی سرائے ہے۔ اور آدمی کو موت درپیش ہے۔ قبر تاریک ہے اور اس کا راستہ باریک۔ افسوس ہے اس پر کہ جس نے ایمان کا چراغ ہاتھ سے جانے دیا۔ اور گناہوں کا بوجھ پیٹھ پر رکھ کر چلا گیا۔ پھر کیا ہوگا۔ کل اپنے آپ کو دوزخ میں پائے گا۔

Marfat.com

مگر کہ آہ فقیرے بشبے بیروں تازد — فغان و نالہ بعرش اندازد
از تیر سخت کماں چرا نے ترسی — ز سوز سینہ بریاں کہ ناوک اندازد
حذر ہمے کن ازاں ناوک سحرگاہے — کہ گر بکوہ زند روزنے درسازد
بوقت نیم شبی گر بگوید الا اللہ — ہزار ہمچو تو خان و مان براندازد
ہزار دشنہ کشیدہ است تیغ زہر آلود — برائے گردن آنکس کہ گردن افرازد
ہزار جوشن پولاد گر بپوشی تو — ز آہ گرم فقیرے چو موم بگدازد
مناز بر سر مظلوم ساکن ظالم — کہ دست فتنہ ایام بر سرت تازد
درون سینہ مجروح بے نوا مخراش — بدانکہ روز جزا تیر بر تو پردازد
اگر عمل بکند سائل و ستم دیدہ — جزا دہند ترا در جہنم اندازد
جو رہائے زماں مناز عبد اللہ — کہ گر حسیبی یزید کردگار بنوازد

یاد رکھو کہ جب کوئی فقیر رات کو آہ نکالتا ہے تو اُس کی فریاد عرش پر پہنچ جاتی ہے۔ اس تیر سخت کمان سے تو کیوں نہیں ڈرتا۔ کہ اُس کے سینہ کے سوز سے تیرے برآمد ہوتے ہیں۔ آہ سحر گاہی سے خوف کر کیونکہ اس سے پہاڑ میں بھی سوراخ ہو جاتا ہے۔

اگر فقیر رات کے وقت الا اللہ کا نعرہ لگائے۔ تو ہزاروں لوگوں کے خان و مان برباد ہو جاتے ہیں۔ قہر الٰہی کی تلوار زہر آلود اس شخص کو ہزار زخم لگاتی ہے جو گردن اونچی کرتا ہے۔ اگر تو فولاد سے بنی ہوئی ہزار زرہ بھی پہن لے جب بھی فقیر کی آہ سے موم بن جائے گی۔ مظلوم پر ظلم کر کے ناز مت کر ورنہ فتنہ ایام کی ضربیں تیرے سر پر لگیں گی۔ بے کس اور بے نوا مظلوم کا دل مت دکھا۔ ورنہ قیامت کے دن تیر پر تیر کھائے گا۔ اگر مظلوم اور ستم رسیدہ نے تجھے معاف نہ کیا تو قیامت کے دن تجھے دوزخ میں ڈالا جائیگا۔ اے عبد اللہ تو زمانے کے دکھ سے مت گھبرا، اگر تو بے گناہ ہے تو حق تعالیٰ نوازش فرمائے گا۔

اے عزیز کوشش کر تاکہ تو مرد اور صاحب درد ہو جائے۔ اور درویشوں کی برکت سے اور ان کی مزارات کی برکت سے تیرا چہرہ زرد اور دنیا کی محبت سے تیرا دل سرد ہو جائے۔

Marfat.com

خواہی تو دریں زماں مردے گردی | وا اندر رہ عشق صاحب دردے گردی
روز و شباں بگرد مرداں مے گرد | مردے گردی چو گرد مرداں گردی

(اگر تو چاہتا ہے کہ دنیا میں مردِ کامل بن جائے۔ اور راہ عشق مولا میں صاحب درد ہو جائے۔ تو رات دن جوان مردوں (کاملین) کی صحبت میں بسر کر، اُن کی صحبت میں مرد بن جائے گا) جاننا چاہیئے کہ حق تعالیٰ نے ایک ظاہری کعبہ بنایا ہے۔ جو آب وگل سے مرکب ہے اور ایک باطنی کعبہ بنایا ہے۔ جو جان ودل پر مشتمل ہے۔ ظاہری کعبہ حضرت خلیلؑ کا بنا کردہ ہے۔ اور باطنی کعبہ رَبّ جلیل کا۔ ظاہری کعبہ مومنین کا منظورِ نظر ہے اور باطنی کعبہ عاشقین کا۔ ؎

در راہ خدا دو کعبہ آمد منزل | یک کعبۂ صورت است یک کعبۂ دل
تا توانی زیارت دلہا کنی | کہ افزوں ز ہزار کعبہ باشد یک دل

(اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کے لئے دو کعبے ہیں۔ ایک کعبۂ آب وگل، دوسرا کعبۂ دل۔ جہاں تک ہو سکے۔ تو کعبہ ہائے دل کی زیارت کر، کیونکہ ہزار ظاہری کعبے سے ایک دِل بہتر ہے)

اے دوست، دنیا آرائش یا کہ آزمائش کی جگہ ہے۔ ؎

یکے راحت دنیا دیگرے راحت دوست | اے جان من فدائے آنکس کہ ہمتش ہمہ اوست

(کوئی دنیا کا طالب ہے کوئی دوست کا۔ میری جان اس شخص پر ہے جو حق کا طلبگار ہے) طالبِ دنیا مے خور (شرابی) ہے۔ طالب عقبیٰ مزدور (یعنی تجارت پیشہ) ہے۔ اور طالبِ مولیٰ مسرور (خوش نصیب) ہے۔ اچھی طرح سمجھ لو کہ دوست تک اس وقت پہنچو گے جب اپنے آپ سے رہائی حاصل کرو گے۔ اور کوئی راستہ نہیں ہے۔ دوست کی محبت میں مست رہو، دِل شکستہ اور زبان خاموش رکھو۔ صحیح سلامت گھڑے کو ہاتھ میں اٹھاتے ہیں، لیکن شکستہ کو کندھے پر (یعنی دل شکستہ کی زیادہ قدر وقیمت ہے) لہٰذا اگر دلِ شکستہ رکھتے ہو تو خوش ہو جاؤ۔ اگر نہیں رکھتے تو کوشش کرو۔ پھول بن کر رہو، خار نہ بنو۔ دوسروں کی عزت کرنا اسلام ہے۔ اور اپنی عزت کرنا کفر ہے۔ اگر دوست اہل ہے تو کام سہل ہے۔ کیونکہ نا اہل کی صحبت عذاب ہے۔

Marfat.com

رباعی:-

صد سال اگر در آتشم محل است — آں آتش سوزندہ مرا سہل است
با مردم نااہل مبادا صحبت — کز مرگ بتر صحبتِ نااہل است

(اگر مجھے سو سال آگ میں رہنا پڑے تو میرے لئے نااہل کی صحبت سے بہی بہتر ہے۔ خدا کرے مجھے نااہل کی صحبت نہ ملے۔ کیونکہ اس سے موت بھلی ہے)

اگر اس کوچے میں کوئی عارف حورانِ بہشت کا طلبگار ہے تو اس کی طہارت و معرفت ٹوٹ گئی۔ اگر کوئی درویش اللہ سے غیر اللہ کو طلب کرے، تو کیا ملے گا۔

رباعی:-

خواہی کہ ز سرِ جان آگاہ شوی — اسرارِ دل شہنشاہ شنوی
گم کن خویش از ہستی، رشیخ — بے خود انی وانا اللہ شنوی

(اگر تو حقیقتِ دل سے آگاہ اور شہنشاہِ حقیقی کے اسرار و رموز سے واقف ہونا چاہتا ہے تو اپنی ہستی کو گم کر دے، حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح (درخت سے) انی انا اللہ (میں تیرا رب ہوں میری عبادت کر) سن سکے گا

اے عزیز بہشت محض بہانہ ہے۔ اصل مقصود صاحب خانہ (اللہ) ہے۔ کام نہ نماز سے بنتا ہے نہ روزہ سے بلکہ دل شکستگی سے بنتا ہے۔ خلقِ خدا کی دلجوئی میں کوشاں رہ اور لوگوں کی عیب پوشی کر۔ دین کو دنیا کے عوض نہ بیچ جو شخص ان دس خصائل پر عمل کرے گا دنیا و آخرت میں سرفراز ہو گا۔ وہ یہ ہیں:۔

حق تعالیٰ کے ساتھ صدق، اپنے نفس کے ساتھ سختی، خلق کے ساتھ انصاف، بزرگوں کے ساتھ جذبۂ خدمت، چھوٹوں پر شفقت، بڑوں کی عزت، درویشوں کے ساتھ سخاوت، دوستوں کو نصیحت، دشمنوں کے ساتھ حلم، جاہلوں کے ساتھ خاموشی اور عالموں کے عاجزی ۵

کسی نے حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ (حضرت کے شیخ) سے پوچھا کہ آپ دنیا کے حق میں کیا فرماتے ہیں۔ آپ نے جواب دیا کہ فرمایا، دنیا کے حق میں اس سے زیادہ کیا کہہ سکتا ہوں کہ محنت سے ہاتھ آتی ہے اور حسرت کے ساتھ جاتی ہے۔ اے عزیز زندگی کو غنیمت سمجھ۔ نفس سے نجات عبادت ہے۔ موت

Marfat.com

کو یاد کر۔ نادان کو زندہ نہ سمجھ۔ نفس کی مراد پوری نہ کر۔ زاہد خشک کا معتقد مت ہو۔ خود پرستی کو بزرگی نہ سمجھ، ہر کام میں اللہ سے مدد طلب کر۔ دوست کے دشمن سے خوف رکھ، مغرور نادان سے پرہیز کر۔ اپنے عیبوں پر نظر رکھ۔ اور دوسروں کی عیب جوئی نہ کر۔

رباعی:

اندر رہِ حق تصرف آغاز مکن — چشم بد خود بہ عیب کس باز مکن
سرِ ہر بندہ خدا مے داند — خود او دریں میانہ انباز مکن

(راہِ حق میں تصرف یعنی زیادتی نہ کر۔ دوسروں کی عیب جوئی میں آنکھ مت کھول، ہر شخص کا راز خدا جانتا ہے تو اس میں دخل انداز نہ ہو) سچائی کے سوا بات نہ کر طلبِ روزگار میں جلدی نہ کر جب تک کوئی سوال نہ کرے، جواب نہ دے جب تک کوئی نہ بلائے مت جا۔ جس چیز کا کوئی خریدار نہیں اُسے مت فروخت کر۔ کسی شخص کی دولت پر قبضہ نہ کر۔ نہ کئے ہوئے کام کو کیا ہوا مت جان۔ دل کو شیطان کا کھلونا مت بنا۔ ہر شخص کا کھانا مت کھا۔ بلکہ ہر شخص کو کھانا کھلا، نفس کی اطاعت سے پرہیز کر۔ دشمن اگرچہ کتنا حقیر ہے اسے کمزور مت سمجھ۔ ناواقف کو ہمراہ سفر نہ بنا۔ اپنے کم رزق کو دوسروں کے بہت رزق سے زیادہ سمجھ۔ بیکار غم مت کھا۔ (یعنی بیہودہ چیزوں کی فکر نہ کر) لوگوں کو آزار نہ پہنچا۔ یہی خدا کی دوستی ہے۔ اپنے آپ کو اپنے حال سے غافل نہ کر۔ دنیا و آخرت کی سعادت اس میں ہے کہ دانا کی صحبت اختیار کرے۔ اور نادان سے پرہیز۔ سخاوت کی عادت ڈال درویشوں کی محبت پر فخر کر۔ خدا کے حکم سے راضی رہ، خوش خلق اور کم آزار بن جو چیز اپنے لئے پسند نہیں کرتا۔ دوسروں کے لئے پسند نہ کر۔ اگر خوشی چاہتا ہے تو محنت کر۔ اگر مراد طلب کرتا تو صابر بن اور شیخی مت کر۔ ؎

عیب است بزرگ برکشیدن خود را — وز جملہ برگزیدن خود را

(اپنے آپ کو بزرگ یا بڑا آدمی سمجھنا اور سب سے اونچا جاننا عیب ہے۔)
ہر شخص کو ایک آنکھ سے دیکھ، کسی کی سخت کلامی سے دل تنگ نہ ہو۔ بندہ حرص نہ بن۔ دولت پر فریفتہ نہ ہو۔ تندرستی کو غنیمت جان۔ ہزار دوست سے ایک

Marfat.com

دشمن زیادہ سمجھ، لوگوں پر بھروسہ نہ کر، بزرگوں کی عزت کر، دولت پر فخر نہ کر، گناہ سے دُور بھاگ، بیا زمندوں پر سختی نہ کر، درویشوں کو نااُمید نہ کر، مومنوں کی حاجت براری کو سعادت سمجھ، نیکی کو بدزبانی سے برباد نہ کر، لوگوں کی بُرائی کے کاموں میں مدد نہ کر، لوگوں کو جھوٹے وعدے دے کر اُمیدوار نہ رکھ، کسی کے غم پر خوش نہ ہو۔ جوان مردوں سے وفا طلب کر، جاننا چاہیئے کہ تین چیزیں باعث رنج والم ہیں، ہر چیز اُس کے وقت سے پہلے طلب کرنا۔ اپنی قسمت سے زیادہ مانگنا۔ دوسروں سے طلب کرنا۔ جب تیرا رزق دوسرے کے رزق سے الگ ہے تو پھر دوسروں سے کیوں توقع کرتا ہے۔ دولت مند سے کچھ طلب نہ کر اور دنیا کی جگہ ایمان طلب کر، افسوس ہے ان لوگوں کی حالت پر جو رات دن خواب غفلت میں مست اور غرور میں غرق ہیں۔ نہ کچھ جانتے ہیں نہ دیتے ہیں۔ اپنے خدا سے دُور اور کل کو باشندہ قبور ہیں۔ عمر دُنیائے دون کی طلب میں ضائع کر رہے ہیں۔ اپنی حالتِ زار پر آنسو نہیں بہاتے۔ رات کو خوابِ غفلت میں اور دن شراب و لذت میں مست ہیں۔ اپنے قیمتی وقت کی قدر کر، کہ کس طرح گذرتا ہے۔ تو بچپن میں بے عقل تھا، اور جوانی میں مست ہے۔ اے غافل خدا کی کسطرح عبادت کریگا نیستی کیا ہی اچھی چیز ہے۔ کیونکہ جہاں تو جا لے گا، کوئی نہ کہے گا کہ کیوں آیا۔ اگر تو راہِ حق پر آنا چاہتا ہے تو دروازہ کھلا ہے۔ اگر نہیں آتا تو خدا کو پروا نہیں۔ اگر تو دنیا کو دوست رکھتا ہے تو اُسے خرچ کر دے۔ تاکہ باقی نہ رہے۔ اگر تو اسے دشمن جانتا ہے تو اُسے کھا جا، تاکہ باقی نہ رہ جائے۔ گذرا ہوا وقت واپس نہیں آتا۔ اور کل پر بھروسہ نہیں کرنا چاہیئے۔ زمانۂ حال کو غنیمت جان، اگر تو پانی پر چل سکتا ہے تو مچھلی ہے اور ہوا میں اُڑ سکتا ہے۔ تو مکھی سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔ اپنے دل کو قبضے میں رکھ، تاکہ بزرگی حاصل کر سکے۔ بیت :-

آں شنیدی کہ حیدرِ کرارؓ	کافراں کشت قلعہ بکشاد
آنکہ او داد سہ قرص نان جویں	ہفدہ آیت خدائے نفرستاد

اس راستے میں مرد بن کر رہ۔

دعائے مستجاب حضرت اویس قرنیؓ :۔ حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

Marfat.com

فرماتے ہیں کہ جو شخص ہر فرض نماز کے بعد یہ دعا پڑھے گا۔ خدا تعالیٰ اس کو بہشت عطا فرمائے گا۔ اگر بہشت میں نہ گیا تو وہ قیامت کے روز میرا دامن پکڑے۔

دعا یہ ہے

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ یَامَنْ لَایُطْہِرُہٗ طَاعَتِیْ وَلَا تَضُرُّہٗ مَعْصِیَتِیْ فَھَبْ لِیْ مَا لَا یَطْرُکَ وَاغْفِرْلِیْ مَا لَا یَضُرُّکَ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ

دعائے مستجاب حضرت شیخ فریدالدینؒ:۔

حضرت شیخ فریدالدین فرماتے ہیں کہ جو شخص یہ دعا نماز کے بعد پانچ مرتبہ پڑھے وہ دنیا سے ایمان کے ساتھ جائے گا اگر ایمان کے ساتھ نہ جائے تو اس کا ہاتھ اور میرا دامن۔ دعا یہ ہے۔ صفحہ ۲۴ عبارت ۲:۔۔۔۔۔۔۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ خَیْرَ الدَّارَیْنِ مَعَ الْقُرْبِ وَالْاِخْلَاصِ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ

اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ وَتَوَکَّلْتُ عَلَی الْحَیِّ الْقَیُّوْمِ

دعائے مستجاب حضرت معروف کرخیؒ

حضرت خواجہ معروف کرخیؒ فرماتے ہیں کہ جو شخص ہر روز ایک ہزار بار یہ کلمات پڑھے۔ ایک ماہ گذرنے سے پہلے اس کی مراد پوری نہ ہو تو مجھے طعنہ دے:۔

اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔۔۔۔ صفحہ ۲۵ ۔ عبارت نمبر ا

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لَنَا بِالْخَیْرِ وَاخْتِمْ بِالْخَیْرِ وَاجْعَلْ عَوَاقِبَ اُمُوْرِنَا بِالْخَیْرِ اِلَی الْخَیْرِ تَوَفَّنَا مُسْلِمِیْنَ وَاَلْحِقْنَا بِالصّٰلِحِیْنَ یَا اللّٰہُ یَا اللّٰہُ یَا اللّٰہُ۔

نیز یہ چہل کاف (یعنی چالیس کلمات) ہیں۔ ان کو اکتالیس بار صبح کے وقت اور اکتالیس بار شام کے وقت پڑھنا بہت مفید ہے:۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ صفحہ ۲۵ ۔ عبارت نمبر ۲۰

دعا برائے ادائیگی نماز ہائے قضا:۔ جس شخص کی بہت نمازیں قضا ہو گئی ہوں یہ دعا ہر روز تین مرتبہ پڑھے اللہ تعالیٰ کے کرم اور اس دعا کی برکت سے کفارہ ہو جائے گا۔ دعا یہ ہے :۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ صفحہ ۲۵ عبارت نمبر ۳

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ الحمد للہ رب العالمین شکر النعمائہ ولا الٰہ الا اللہ اقراراً بربوبیتہٖ ومحمد رسول اللہ اقراراً برسالتہ لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم تعظیما لعظمتہٖ والعزۃ برحمتک یا ارحم الراحمین ہر روز سہ بار بخواند مراد کلی حاصل شود انشاء اللہ تعالیٰ۔ ھیطھیط + ھلیطط + ھلنھسوج +

دعائے حرز مونس :۔ حضرت شیخ اسحٰق بن ابراہیم بصری نوری روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبدالملک بن سلیمان سے اور آپ حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اور آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص ہر فرض نماز کے بعد یہ دعا پڑھے ، اس کی تمام دینی اور دنیوی حاجتیں پوری ہوں گی ۔ اگر غریب ہے تو دولت مند ہو جائے گا ۔ اگر قیدی ہے تو قید سے آزاد ہو گا ۔ اگر بیمار ہے تو شفا پائے گا ۔ اگر غم زدہ ہے تو خوشی حاصل کرے گا ۔ اگر گمراہ ہے تو ہدایت پائے گا ۔ اگر سیلاب میں غرق ہے تو نجات پائے گا ۔ اگر مسافر ہے تو گھر آئے گا ۔ اگر دشمنوں کا خوف ہے تو دشمن ذلیل وخوار ہوں گے اگر مصیبت میں گرفتار ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی مصیبت دور کرے گا ۔ اگر بادشاہ ہے تو بادشاہی قائم رہے گی ۔ اور اس کے لشکر کو شکست نہ ہو گی ۔ اگر جاہل ہے

Marfat.com

تو عالم ہو گا۔ اگر فاسق ہے تو صالح ہو گا۔ اگر بدبخت ہے تو نیک بخت ہو گا۔
اگر نابینا پڑھے گا تو آنکھیں پائے گا۔ اگر کوئی شخص چالیس شب یہ دعا پڑھے۔
تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہو گی۔ اگر کوئی شخص عیدالضحٰی
کے دن صبح کی نماز کے بعد پڑھے گا۔ تو ایک حج کا ثواب حاصل ہو گا۔ جو شخص یہ دعا
ایک بار پڑھے گا۔ اس کے نامۂ اعمال میں پانچ ہزار نیکیاں لکھی جائیں گی۔ اور پانچ ہزار
گناہ معاف ہوں گے۔ یہ دعا حضرت ابراہیم خلیل اللہؑ کے دستار حضرت یوسف
علیہ السلام، حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت موسیٰ کلیم اللہ کے دستار میں تھی۔ اور
عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام اور حضرت محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر میں تھی۔
اور امیر المومنین حضرت امام حسنؓ اور امام حسینؓ کے تعویذ میں تھی۔ اور حضرت علی
کرم اللہ وجہہ کے قبضہ میں تھی۔ (یعنی تلوار کے قبضہ میں) اور علماء کا اس پر اعتقاد
ہے کہ جس شخص کو کوئی نعمت ملی ہے اسی دعا کی بدولت ملی ہے حاجت روائی
کے لئے چاہیئے کہ پہلے غسل کرے۔ اور دو رکعت نماز پڑھے، مقصد پورا ہو گا۔
اور جو شخص اس دعا میں شک کرے گا، نقصان اٹھائے گا۔
نعوذ باللہ من ذالک۔ دعائے حرز مونس یہ ہے:۔

یا شملمطیطغیط۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ یَا مُوْنِسِیْ فِیْ وَحْدَتِیْ وَیَا صَاحِبِیْ فِیْ شِدَّتِیْ یَا عَظِیْمَ
الْخَطَرِ وَیَا اِلٰہَ الْبَشَرِ یَا لَطِیْفُ یَا اَللّٰہُ وَاَدْرِکْنِیْ بِلُطْفِکَ الْخَفِیِّ یَا جَابِرَ کُلِّ
کَسِیْرٍ وَیَا مُوْنِسَ کُلِّ وَحِیْدٍ وَیَا صَاحِبَ کُلِّ غَرِیْبٍ وَیَا مُبَشِّرَ کُلِّ صَغِیْرٍ وَکَبِیْرٍ وَ
یَا مَنْ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَلَا وَزِیْرَ لَہٗ وَیَا خَالِقَ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ الْمُنِیْرِ وَیَا عِصْمَۃَ
الْخَائِفِ الْمُسْتَجِیْرِ وَیَا مُغْنِیَ الْبَائِسِ الْفَقِیْرِ وَجَابِرَ الْعَظْمِ الْکَسِیْرِ وَیَا رَاحِمَ الطِّفْلِ
الصَّغِیْرِ وَیَا قَاہِرًا کُلَّ جَبَّارٍ عَنِیْدٍ سُبْحَانَ مَنْ ھُوَ بَاقٍ دَائِمٌ لَا اَبَدًا
سُبْحَانَ مَنْ لَا یَفْنٰی اَبَدًا نُوْرُہٗ سُبْحَانَ مَنْ اَشْرَقَ کُلَّ ظُلْمَۃٍ بِضَوْءِ نُوْرِہٖ سُبْحَانَ
مَنْ یَّدَانُ لِلدِّیْنِہٖ وَلَا یُدَانُ لِغَیْرِہٖ سُبْحَانَ مَنْ لَّمْ یَقْدِرْ بِقُدْرَتِہٖ اَحَدٌ سُبْحَانَ
مَنْ اَوَّلُہٗ عِلْمٌ وَاٰخِرُہٗ حِلْمٌ سُبْحَانَ مَنْ اَوَّلَ لَہٗ وَلَا اٰخِرَ لَہٗ مَنْ لَا یَبِیْدُ سُبْحَانَ مَنْ ھُوَ

Marfat.com

حَکِیْمٌ لَا یَجْعَلُ مَنْ ھُوَ حَفِیْظٌ لَا یُغْفِلُ سُبْحَانَ مَنْ ھُوَ جَوَادٌ لَا یَبْخَلُ مَنْ ھُوَ قَائِمٌ لَمْ یَزُوْلُ مَنْ ھُوَ الرَّحْمٰنُ عَلٰی سُبْحَانَ الْمَجُوْدِ الْکَرِیْمِ سُبْحَانَ الْبَاعِثِ الْوَارِثِ سُبْحَانَ الرَّؤُفِ الرَّحِیْمِ یَارَبِّ اَسْئَلُکَ سُبْحَانَ اَنْ تَجْعَلْنِیْ مِمَّا اَنَا فِیْہِ فَرَجًا وَّمَخْرَجًا وَّھَیِّیْٔ لِیْ مِنْ اَمْرِیْ رَشَدًا سُبْحَانَ یَا شَاھِدًا غَیْرَ غَائِبٍ یَا قَرِیْبًا غَیْرَ بَعِیْدٍ یَا مُغِیْثُ اَغِثْنِیْ یَا عَالِمَ السِّرِّ وَالْخَفِیَّاتِ وَیَا کَاشِفَ الْمُضَرِّ وَالْبَلِیَّاتِ وَیَا غَافِرَ الذَّنْبِ وَالْخَطِیَّاتِ سُبْحَانَ ارْحَمْنِیْ فَاغْفِرْ لِیْ الذَّنْبَ وَالْخَطِیَّاتِ یَا اَللّٰہُ یَارَحْمٰنُ یَارَحِیْمُ یَاکَرِیْمُ یَا ذُوالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاھِرِیْنَ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا کَثِیْرًا بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ۔

دُعائے بزرگ:۔ جو شخص یہ دُعا پڑھے گا۔ یا لکھ کر اپنے پاس رکھے گا۔ اس کو اتنا ثواب ملتا ہے جیسے ایک ہزار ختم قرآن کا اور ہزار حج کا اور ہزار بھوکوں کو کھانا کھلانے کا اور ایک ہزار ننگوں کو کپڑا پہنانے کا۔ اور ایک ہزار پیاسوں کو پانی پلانے کا۔ وہ ہر قسم کی بلا اور مصیبت سے امان میں رہتا ہے۔ جو شخص اس میں شک کرے گا۔ کافر ہوگا۔ نعوذ باللہ منہا۔ دعا یہ ہے:۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ صفحہ ۲۷۔ عبارت ۲۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ یَا مَنْ ھُوَ فِیْ ذُلُوْمِہٖ عَالٍ یَا مَنْ ھُوَ فِیْ غَارِہٖ کَمَالٌ یَا مَنْ ھُوَ فِیْ سُلْطَانِہٖ قَوِیٌّ یَا مَنْ ھُوَ فِیْ ذَاتِہٖ قَدِیْمٌ بَطْشُہٗ شَرِیْفٌ یَا مَنْ ھُوَ فِیْ فِعْلِہٖ حَمِیْدٌ یَا مَنْ ھُوَ فِیْ مَجْدِہٖ مُنِیْرٌ یَا مَنْ ھُوَ فِیْ مُلْکِہٖ وَزِیْرٌ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

حاجت براری کی دعا:۔ کتاب محتاج العابدین میں لکھا ہے کہ نعمت کا شکریہ دو کلمات ہیں۔ جو شخص ان کا ورد رکھے گا۔ امید ہے کہ ایمان لے کر اس دُنیا سے جائے گا۔ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

Marfat.com

وسلم نے فرمایا ہے کہ جس شخص کو کوئی مصیبت یا مہم پیش آئے یا دوسری حاجت ہو تو نماز فجر کے بعد ایک سو مرتبہ یہ دعا پڑھے :۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم :۔ صفحہ ۲۷، عبارت ۳ اور صفحہ ۲۸ عبارت ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ؕ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ يَا قَدِيْمُ يَا قَيُّوْمُ يَا فَرْدُ يَا وِتْرُ يَا اَحَدُ يَا صَمَدُ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ يَا لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْئَلُكَ بِعِزَّتِكَ تُنَوِّرُ قَلْبِيْ بِنُوْرِ مَعْرِفَتِكَ اَبَدًا يَا اللّٰهُ يَا اللّٰهُ يَا اللّٰهُ قُلْنَا يَا نَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰى اِبْرٰهِيْمَ وَاَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَخْسَرِيْنَ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ۔

دعائے درد گردہ :۔

دعائے درد گردہ یہ ہے :۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم :۔ صفحہ ۳۰ عبارت ۱

سلسلہ عالیہ اویسیہ منظوم

صفحہ ۳۰ عبارت ۲ اور صفحہ ۳۱ عبارت ۱

مناجات سلسلہ عالیہ اویسیہ

مولفہ عبد المسکین عین الدین اویسی

صفحہ ۳۱ عبارت ۲ اور صفحہ ۳۲ عبارت ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ؕ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ عَلَيْهِمْ اِلٰهِىْ سُبْحَانَكَ يَا رَبُّ تَعَالَيْتَ يَا مُجِيْبُ اَجِرْنِيْ مِنَ النَّارِ يَا مُجِيْرُ سُبْحٰنَكَ يَا اَللّٰهُ تَعَالَيْتَ يَا كَرِيْمُ اَجِرْنِيْ مِنَ النَّارِ يَا مُجِيْرُ سُبْحٰنَكَ يَا حَكِيْمُ تَعَالَيْتَ يَا جَبَّارُ اَجِرْنِيْ مِنَ النَّارِ يَا مُجِيْرُ سُبْحٰنَكَ يَا رَحْمٰنُ تَعَالَيْتَ يَا رَحِيْمُ اَجِرْنِيْ مِنَ النَّارِ يَا مُجِيْرُ سُبْحٰنَكَ يَا فَتَّاحُ تَعَالَيْتَ يَا وَهَّابُ اَجِرْنِيْ مِنَ النَّارِ يَا مُجِيْرُ سُبْحٰنَكَ يَا غَنِيُّ تَعَالَيْتَ يَا عَظِيْمُ اَجِرْنِيْ مِنَ النَّارِ يَا مُجِيْرُ

Marfat.com

سبحانک یا مقدر تعالیت یا حلیم اجرنی من النار یا مجیر سبحانک یا
عفو تعالیت یا غفور اجرنی من النار یا مجیر سبحانک یا مبدئ
تعالیت یا معید اجرنی من النار یا مجیر سبحانک یا ناصر تعالیت یا آمر
اجرنی من النار یا مجیر سبحانک یا رفیع تعالیت یا شکور اجرنی من
النار یا مجیر سبحانک یا لطیف تعالیت یا خبیر اجرنی من النار سبحانک
یا مالک تعالیت یا قدوس اجرنی من النار یا مجیر سبحانک یا ظاہر
تعالیت یا باطن اجرنی من النار یا مجیر سبحانک یا اول تعالیت یا آخر
اجرنی من النار یا مجیر سبحانک یا قاہر تعالیت یا رازق اجرنی من النار
سبحانک یا غافر تعالیت یا فاطر اجرنی من النار یا مجیر سبحانک یا باعث
یا وارث اجرنی من النار یا مجیر سبحانک یا محیی تعالیت یا ممیت اجرنی
من النار یا مجیر سبحانک یا جلیل تعالیت یا حمید اجرنی من النار یا مجیر
سبحانک یا ودود تعالیت یا مجیب اجرنی من النار یا مجیر سبحانک یا رؤف
تعالیت یا رحیم اجرنی من النار یا مجیر سبحانک یا حنان اجرنی
حفیظ تعالیت یا وکیل اجرنی من النار یا مجیر سبحانک یا حنان تعالیت یا منان
اجرنی من النار یا مجیر سبحانک یا ولی تعالیت یا علی اجرنی من النار یا
مجیر سبحانک یا حی تعالیت یا متین اجرنی من النار یا مجیر سبحانک یا
قدیم تعالیت یا دائم اجرنی من النار یا مجیر سبحانک یا فرد تعالیت
یا وتر اجرنی من النار یا مجیر سبحانک یا احد تعالیت یا صمد اجرنی
من النار یا مجیر سبحانک یا نور تعالیت یا مجیر اجرنی من النار سبحانک
یا مبین تعالیت یا معین اجرنی من النار یا مجیر سبحانک یا مؤمن
تعالیت یا سلام اجرنی من النار یا مجیر سبحانک یا قوی تعالیت یا
مہیمن اجرنی من النار یا مجیر سبحانک یا ظاہر تعالیت یا خالق اجرنی
من النار یا مجیر سبحانک یا ناصر تعالیت یا ساتر اجرنی من النار یا مجیر

Marfat.com

سبحانک یا شافی تعالیت یا کافی اجرنی من النار یا مجیر سبحانک یا وافی
تعالیت یا معافی اجرنی من النار یا مجیر سبحانک یا ہادی تعالیت یا
رشید اجرنی من النار یا مجیر سبحانک یا
عالم تعالیت یا علام اجرنی من النار یا مجیر سبحانک یا حی تعالیت
یا قیوم اجرنی من النار یا مجیر سبحانک یا باطن تعالیت یا باسط
اجرنی من النار یا مجیر سبحانک یا دائم تعالیت یا قائم اجرنی من
النار یا مجیر سبحانک یا لا الہ الا انت تعالیت یا ذوالجلال و
والاکرام ۔ اجرنی من النار یا مجیر وصلی اللہ علی سیدنا محمد وآلہ
واصحابہ اجمعین الطیبین الطاہرین وسلم تسلیما کثیرا کثیرا برحمتک
ارحم الراحمین ۔ ۵ ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ اسئلک یا سامعک یا من جعل الارض مهادا
یا من جعل الجبال اوتادا یا من جعل الشمس سراجا یا من جعل القمر نورا
یا من جعل اللیل لباسا یا من جعل النهار معاشا یا من جعل النوم
سباتا یا من جعل الاشیاء ازواجا یا من جعل النار مرصادا سبحانک
یا لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین یا ذوالجلال والاکرام ۔
الامان الامان الامان برحمتک یا ارحم الراحمین ۔

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

Marfat.com

ابیات بطور مناجات بترتیب سلسلۂ عالیہ اویسیہ

ربنا اغفر نا جناب کبریا کے واسطے
عافنا ذات محمد مصطفےٰ کے واسطے

بخش عصیانم طفیل حضرت خواجہ اویس
نفس رحمٰں قطب حق فردا خفیا کے واسطے

کر ہدایت ہادیا مجھ کو صراط المستقیم
شیخ عبد الخالق نور الہدیٰ کے واسطے

دین محکم کر طفیل پیر محکم الدین شہید
حاجی الحرمین قبلہ اتقیا کے واسطے

تاجدار شیخ محکم دین خواجہ احمد سے
راز دان لی مع اللہ پیشوا کے واسطے

واقف اسرار لاہوتی مکین لامکان
یا محمد بخش محبوب خدا کے واسطے

مصدر و فیض ہدایت معدن لطف و کرم
شیخ احمد یار سیرانی نما کے واسطے

صاحب دستار سیرانی نبی بخش امین
شمع فانوس ہدایت پر ضیا کے واسطے

ہادی گم گشتگاں پیر جہاں خضر زماں
واں محمد عارف حق راہنما کے واسطے

خازن گنجینۂ اسرار و کان معرفت
نور احمد فخر دین علم الہدیٰ کے واسطے

حضرت سلطان بالا دین اہل وجد و ذوق
پیشوائے عاشقان باصفا کے واسطے

مرشد قبلہ شہاب الدین محبوب رسول
رونق مسند اویسی مقتداء کے واسطے

حافظ قرآں غلام حضرت خواجہ اویس
گوہر کان کرامت پیر حیا کے واسطے

حضرت صالح محمد عاکف باب اللہ
بلبل باغ اویسی خوشنوا کے واسطے

Marfat.com

ن علیم الدین منور کن بنور معرفت — خاک راہ دردمنداں پر ضیاء کے واسطے
سوار عرصہ عرفاں خواجہ اویس بخش — عارف ذات خدا بدر الدجیٰ کے واسطے
نی تصویر سیرانی محمد ماہ بدر — اختر برج ہدیٰ شمس الضحیٰ کے واسطے
تگیر عاجزاں خواجہ کرم دین فی الکرم — معدن لطف و عطا کان سخا کے واسطے

اللھم افتح لنا بالخیر واختم لے بخیر
عاقبت بالخیر کن خیر الوریٰ کیواسطے

مناجات بہ ترتیب سلسلہ عالیہ اویسیہ مؤلفہ عبد المسکین علیم الدین اویسی

اللھم انت الغافر	انی عبدک مذنب قاصر	ارحمنی یا خیر الناصر	مالک یوم الدین مددی
اے سرور عالم سیدنا	یا میر محمد مولانا	اے ساقی انا اعطینا	یا مزمل یٰسین مددی
یا حضرت شیخ اویس قرن	یا نفس الرحمان قبل یمن	اے قطب جہان خورشید چمن	یا طائر عرش بریں مددی
حضرت عبد الخالق کامل	واجد ماجد عالم فاضل	صوفی صافی موصل واصل	محبوب رسول امین مددی
قطب العالم پیر سیرانی	نذر فیض ابر نیسانی	واقف راز رموز قرآنی	خواجہ محکم الدین مددی
زینت مسند زیب مصلیٰ	ماہ منور مہر تجلیٰ	خطبہ شانش لی مع اللہ	حضرت احمد دین مددی
سلطان محمد بخش ولی	مقبول خدا منظور نبی	آں مطلع نور انوار جلی	یا کاشف سر مبیں مددی
خواجہ احمد یار اویسی	سر صاحب دستار اویسی	مظہر فیض اسرار اویسی	خازن خلد بریں مددی
محبوب محب رسول امین	بر مسند خواجہ محکم الدین	جناب نبی بخش است مکیں	یا مالک ملک یقیں مددی
سر سلطان سر ولایت	روشن شمع منیر ولایت	کان کرم اکسیر ہدایت	حضرت بہاالدین مددی
سر سیرانی ظل سبحانی	مست الست لقاء حقانی	باقی باللہ از خود فانی	پیر شہاب الدین مددی
بہر حق غلام اویس شدی	زاں ساقی جام اویس شدی	ہم مظہر نام اویس شدی	یا مطلع نور یقیں مددی

Marfat.com

ماہ منور مہر نظیر
خواجہ اویس سیرانی
سلطان محمد ماہ اویسی
اے مظہر بیچوں نور قدم
اے صاحب فیض بلند قدر
مشتاق جمال لقائے توام

نجم الثاقب بدر منیر
نور ہدایت درّ معانی
روشن دل آگاہ اویسی
با کان کرامت ابر نعم
وے طور تجلا نور شجر
پروانہ شمع ضیائے توام

شمس شریعت صالح پیر
محرم کل اسرار نہانی
عارف سالک الا اویسی
دی عین عنایت بحر کرم
بر عاجز عین الدین نظر
کن غریب گدائے توام

نور سہیل امین مددی
واصل عین یقین مددی
محکم حبل متین مددی
یا خواجہ کرم الدین مددی
یا خواجہ محکم الدین مددی
یا شیخ شیوخ الدین مددی

Marfat.com

تلقینِ لدنّی

مصنّفہ

حضرت خواجہ محکم الدّین سیرانی رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ

کپتان واحد بخش سیال

مطبوعہ

اردو اکیڈمی - بہاولپور

Marfat.com